عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۵ | ۱۷ تا ۲۴ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۲۶ء | شمارہ: ۲

واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

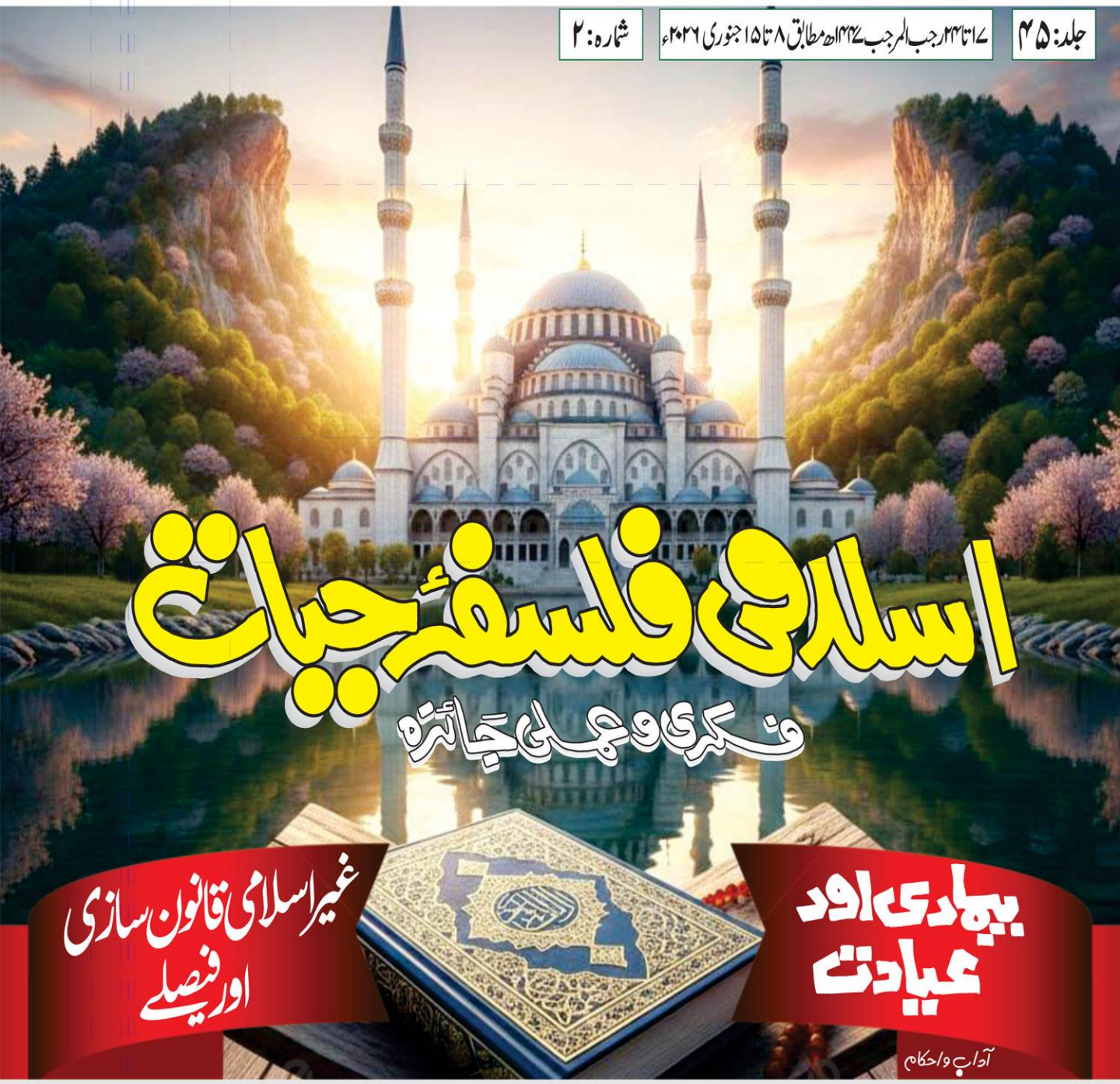

اسلامی فلسفۂ حیات

فکری و عملی جائزہ

غیر اسلامی قانون سازی اور فیصلے

بیماری اور عیادت

آداب و احکام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org

www.amtkn.com
Email:editorkn@yahoo.com

ضرورت مند کو بتائے بغیر زکوٰۃ کی رقم سے تعاون کرنا

س:... ہمارے آفس اسٹاف کی بیٹی کی شادی ہے۔ کیا میں زکوٰۃ کی مد میں ان کو شادی کے لئے رقم دے سکتی ہوں؟ اس سے ان کی مدد ہوجائے گی، کیونکہ وہ اپنے گھر کے اکیلے کمانے والے ہیں اور میں یہ تعاون زکوٰۃ کی مد میں ان کو بتائے بغیر کرنا چاہتی ہوں؟

ج:... واضح رہے کہ اگر یہ صاحب مستحق زکوٰۃ ہیں، ان کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر کوئی چیز ضرورت سے زائد موجود نہیں ہے، یا بچی اگر خود بھی مستحق ہو یعنی اس کی ملکیت میں بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر ضرورت سے زائد کوئی شے موجود نہ ہو تو زکوٰۃ کی مد میں ان کے ساتھ تعاون کرنا جائز ہے۔ زکوٰۃ کا بتا کر دینا ضروری نہیں ہوتا، بغیر بتائے دینا چاہئے۔

آرٹیفیشل انگوٹھیوں کا حکم

س:... کیا آرٹیفیشل انگوٹھیاں پہننا مرد وعورت دونوں کے لئے جائز نہیں؟ اور کیا صرف نماز میں پہننا جائز نہیں یا نماز کے علاوہ پہننا بھی جائز نہیں؟ اور پہننا کس وجہ سے منع ہے؟

ج:... حدیث مبارکہ میں ہے: ’’عن بریدۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الرجل علیہ خاتم من شبہ مالی اجد منک ریح الاصنام فطرحہ ثم جاء وعلیہ خاتم من حدید فقال مالی اریٰ علیک حلیۃ اھل النار فطرحہ فقال یارسول اللہ من ای شیئ اتخذہ قال من ورق ولا تتمہ مثقالا۔ رواہ الترمذی وابو دائود والنسائی۔‘‘ (مشکوٰۃ، ص:۳۷۸، باب الخاتم)

ترجمہ: ’’حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا جس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی تھی کہ کیا وجہ ہے کہ میں تم سے بتوں کی بُو محسوس کرتا ہوں تو اس شخص نے (فوراً) انگوٹھی کو اتار پھینکا، پھر وہ شخص لوہے کی انگوٹھی پہن کے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم پر جہنمیوں کا سا زیور دیکھتا ہوں تو اس شخص نے اسے اتار کر پھینک دیا اور کہا کہ یارسول اللہ! کس چیز کی بنی ہوئی انگوٹھی لوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’چاندی جو کہ ایک مثقال سے کم ہو۔‘‘

اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ مرد وعورت دونوں کے لئے ہی آرٹیفیشل انگوٹھی پہننا مکروہ ہے۔ مرد کے لئے صرف چاندی کی انگوٹھی جو ایک مثقال سے کم ہو، جائز ہے اور عورت کے لئے صرف سونا، چاندی کی انگوٹھی جائز ہے۔ خواتین کے لئے آرٹیفیشل انگوٹھی پہننا نماز میں بھی ممنوع ہے، نماز کے علاوہ بھی ممنوع ہے۔ انگوٹھی کے علاوہ دیگر اشیاء مثلاً بالیاں، چوڑیاں، ہار وغیرہ کے بارے میں کوئی ممانعت نہیں ہے، اس لئے ان کا استعمال خواتین کے لئے جائز ہے، جبکہ مردوں کے لئے کسی بھی قسم کا زیور جائز نہیں، مثلاً چین، بریسلیٹ، انگوٹھی وغیرہ۔

واللہ أعلم بالصّواب!

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۴۵ ۱۷ تا ۲۴ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۲۶ء شمارہ:۲

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میوؔ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرمؔ، محمد فیصل عرفان خان

ماسِ شمارے میں!

غیر اسلامی قانون سازی اور فیصلے	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلامی فلسفۂ حیات... فکری وعملی جائزہ	۸	مولانا راشد وحید قاسمی
بیماری اور عیادت... آداب واحکام	۱۲	مولانا عبداللطیف قاسمی
واقعۂ معراج النبی ﷺ	۱۵	مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی
بنگلہ دیش وسری لنکا کا سفر (۲)	۲۰	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل (۱۳)	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۶	″ ″ ″ ″

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۵۱ فصل:....۷ھ کے واقعات

۶۱:....اسی سال غزوۂ ذات الرقاع میں یہ معجزہ ہوا کہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کھانا عطا فرمائیں گے۔‘‘ صحابہ کرامؓ ساحلِ سمندر کی طرف نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی باہر ڈال دی، صحابہ کرامؓ نے اسے خوب خوب کھایا اور سب شکم سیر ہوئے، یہ مچھلی اتنی بڑی تھی کہ پانچ آدم اس کی آنکھ کے گڑھے میں بیٹھے، اور اس کی ایک پسلی کمان کی طرح کھڑی کی گئی اور لشکر میں سب سے بلند قامت اُونٹ کو منتخب کر کے سب سے بلند قامت آدمی کو اس پر سوار کیا گیا، اور وہ اس کے نیچے سے گزرا، مگر کمان اس سے اُونچی رہی۔ اس نوعیت کا ایک واقعہ سریہ الخبط میں بھی پیش آیا، جو ۸ھ کے سرایا کے ذیل میں گزر چکا ہے، یہ دُوسرا واقعہ ہے۔

۶۲:....اسی سال غزوۂ ذات الرقاع کے ایام میں صحابہ کرامؓ کسی پرندے کا چوزہ پکڑ لائے، وہ پرندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد طلب ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چوزے کے چھوڑنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ’’یہ پرندہ اپنے چوزے پر جس قدر شفیق ہے، اللہ تعالیٰ تم پر اس سے بھی زیادہ شفیق اور مہربان ہیں۔‘‘

۶۳:....اسی سال غزوۂ ذات الرقاع کے ایام کا یہ واقعہ ہے کہ حضرت عباد بن بشر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے پر مأمور تھے، دونوں نے آپس میں طے کیا کہ ایک صاحب رات کے نصف اوّل میں بیدار رہیں اور دُوسرے صاحب نصفِ آخر میں۔ نصفِ اوّل کی باری حضرت عبادؓ کے حصے میں آئی اور انہوں نے نماز کی نیت باندھ کر سورۂ کہف کی تلاوت شروع کر دی اور حضرت عمارؓ سو گئے۔ اتنے میں کسی کافر نے حضرت عبادؓ کے تیر مارا جس سے خون کا فوارہ بہہ پڑا، پھر ایک کے بعد دُوسرا، اور دُوسرے کے بعد تیسرا تیر لگا، مگر انہوں نے نماز نہیں چھوڑی، مگر جب خون غالب ہوا تو رُکوع وسجود کر کے نماز سے فارغ ہوئے اور اپنے رفیق حضرت عمارؓ کو جگایا، حضرت عمارؓ نے کہا: ’’بندۂ خدا! مجھے پہلے تیر پر ہی جگا دیا ہوتا۔‘‘ حضرت عبادؓ بولے: ’’میں نے سورۂ کہف شروع کر رکھی تھی، جی نہ چاہا کہ اسے موقوف کر دوں (اور اَب بھی اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دینے میں کہیں کوتاہی ہو جائے تو نہ نماز ختم کرتا، نہ تمہیں جگاتا)۔‘‘ (بین القوسین کی عبارت مترجم کا اضافہ ہے)۔

۶۴:....اسی سال غزوۂ ذات الرقاع سے واپسی میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دن دوپہر کا وقت تھا اور گرمی شدید تھی، اور جس وادی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فروکش تھے وہاں جھاڑیاں بکثرت تھیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سائے کی تلاش میں متفرق ہو گئے اور ایک ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھنے درخت کے سائے میں سو رہے، دریں اثنا غورث بن حارث نامی ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قتل کے ارادے سے آیا اور بولا: ’’کون ہے جو تجھے مجھ سے بچائے؟‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اطمینان سے فرمایا: ’’اللہ!‘‘ ادھر جبریل علیہ السلام نے غورث کے سینے میں مکا مارا جس سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اُٹھائی اور فرمایا: ’’اب بتا! تجھے کون مجھ سے بچائے گا؟‘‘ غورث یہ سن کر مبہوت رہ گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کی اور وعدہ کیا کہ ’’واللہ! میں آج کے بعد نہ خود آپ سے لڑوں گا اور نہ لڑنے والوں کا ساتھ دُوں گا۔‘‘ اس معاہدے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ اس طرح اللہ ربّ العزّت نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

غورث:.....بفتح غین بروزن جعفر اور بعض نے غین کا ضمہ ضبط کیا ہے۔ یہ غورث اس کے بعد اِسلام لایا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، امام ذہبیؒ نے ’’تجرید‘‘ میں اسے صحابہ کرامؓ کی صف میں شمار کیا ہے، بعض محدثین اور اَصحابِ سیر نے اس کا نام ’’دعثور بن حارث‘‘ لکھا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم!

سیّد جمال الدین ’’روضۃ الاحباب‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’غورث، اسلام سے مشرف ہوئے اور ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘ کی شہادت دی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا اور وہ اپنی قوم میں واپس گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔‘‘ قسطلانی شرح بخاری میں ہے: ’’پس ان کے ذریعے بہت سی مخلوق نے ہدایت پائی۔‘‘ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسلامی ملک میں
غیر اسلامی قانون سازی اور فیصلے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

اسلام میں قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب بھی احکام الٰہیہ کی تشریح اور اس کی عملی تشکیل کا ہے۔ پارلیمنٹ، اسمبلی جسے اردو میں اہل شوریٰ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے ان کے ذمہ صرف اللہ تعالیٰ کے قوانین کو جاری اور نافذ کرنا ہے، نہ کہ اسلام اور شریعت کے خلاف قانون بنانا اور اپنی جانب سے تشریح کرنا۔ ہاں! انتظامی معاملات میں جو قانون بنانا چاہیں، بنائیں۔ بشرطے کہ وہ شریعت اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں۔

لیکن ہمارے پیارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نظریۂ پاکستان کے برخلاف غیر اسلامی قانون سازی کی جارہی ہے، جس کے ممکنہ تلخ اور مضر اثرات حالیہ اور آئندہ مسلمان نسل کو بھگتنے اور جھیلنے پڑیں گے، جس طرح کہ ایوب خان کے زمانہ کے غیر اسلامی اور غیر شرعی پاس کردہ عائلی قوانین کا خمیازہ ایک عرصہ سے اسلامیانِ وطن ملک کی مختلف عدالتوں میں بھگت رہے ہیں اور جس کا تازہ مشاہدہ لاہور ہائی کورٹ کے مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء کی دفعہ (7) ایک کے تحت درج ذیل اس فیصلے سے بخوبی ہوجاتا ہے:

”لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کے جمیل احمد نامی ایک شہری نے اپریل 2024ء میں ایک خاتون سے شادی کی۔ شادی کے بعد خاتون کو معلوم ہوا کہ جمیل تو پہلے ہی شادی شدہ اور کئی بچوں کا باپ ہے، خاتون نے اس انکشاف پر جمیل سے احتجاج کیا کہ تم نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان معاملات خراب ہوتے گئے حتیٰ کہ جمیل نے 14 اکتوبر 2024ء کو خاتون کو تین طلاقوں پر مشتمل نوٹس دیدیا اور ایک کاپی یونین کونسل کو بھی بھجوادی۔ اس کے ٹھیک تین دن بعد 17 اکتوبر کو خاتون کے بقول جمیل اپنے ایک مسلح ساتھی کے ساتھ اس کے گھر آیا اور اس سے گن پوائنٹ پر زبردستی زیادتی کرڈالی۔ خاتون نے اس وقوعے کی جمیل کیخلاف ریپ کی FIR درج کروادی کہ طلاق (ثلاثہ) دینے کے بعد جمیل اسکا شوہر نہیں رہا، لہذا اسکا میرے ساتھ زبردستی مباشرت کرنا ریپ ہے۔ جمیل نے اس FIR کو سیدھا لاہور ہائیکورٹ (بہاولپور بنچ) میں چیلنج کردیا۔ جمیل کا موقف تھا کہ اگرچہ اس نے طلاق دیدی تھی، لیکن اس نے طلاق کے قانونی طور پر موثر ہونے کے 90 دن کے عرصے سے پہلے ہی طلاق سے رجوع کرلیا تھا اور مورخہ 23 دسمبر کو اس رجوع نامے کی اطلاع باقاعدہ یونین کونسل کو بھی کردی تھی، لہذا یہ خاتون ابھی تک میری بیوی ہے، جس کے ساتھ مباشرت کو ریپ نہیں کہا جاسکتا۔ ہائیکورٹ کے فاضل جج جسٹس طارق سلیم شیخ نے فریقین کو سننے کے بعد فیصلہ جمیل احمد کے حق میں دیا اور FIR خارج کردی۔ عدالت کے سامنے زیر تصفیہ یہ نکتہ تھا: "جمیل احمد کا طلاق بدعت (تین طلاق) دینے کے بعد 90

دن سے قبل طلاق سے رجوع کرنا قانونی اعتبار سے معتبر سمجھا جائے گا یا نہیں؟ عدالت نے مسلم فیملی لاز آرڈیننس، 1961ء کی دفعہ 7(1) اور اسکی ماضی میں کی گئی متعدد عدالتی تشریحات کی روشنی میں یہ قرار دیا کہ مسلمان مرد طلاق (کی کوئی بھی صورت) دینے کے بعد 90 دن مکمل ہونے سے قبل بیوی سے رجوع کرسکتا ہے۔''

حالانکہ ملک کی غالب اکثریت فقہ حنفی کو مانتی اور اسی پر عمل پیرا ہے، جس کے مطابق تین طلاقیں دینے کے فوراً بعد بیوی مرد پر حرام ہوجاتی ہے۔ لیکن یہ مذکورہ بالا 1961ء کا قانون کہتا ہے کہ جتنی چاہیں طلاقیں دی ہوں، 90 دن مکمل ہونے سے قبل بالکل رجوع ہوسکتا ہے۔ جب کہ اس قانون کو وفاقی شرعی عدالت سن 2000ء میں ''اللہ رکھا بنام وفاقِ پاکستان'' کیس میں غیر شرعی قرار دے چکی ہے، لیکن اس فیصلے کیخلاف سپریم کورٹ کے شریعت ایپلٹ بنچ میں اپیل ہوجانے کی وجہ سے یہ فیصلہ بھی معطل ہوا پڑا ہے۔

اسی طرح ہماری سپریم کورٹ کے زنا کے مقدمہ میں ریپ کی سزا کو ختم کرکے زنا بالرضا کا مقدمہ بنانے کو ملاحظہ کیا جائے، تفصیلات کے مطابق: ''اسلام آباد (اے پی پی) سپریم کورٹ نے زیادتی کے ایک مقدمے میں اہم فیصلہ سناتے ہوئے ریپ کی سزا کو ختم کرکے مقدمہ کو زنا بالرضا میں تبدیل کر دیا۔ عدالت عظمیٰ نے ملزم کو سنائی گئی 20 سال قید کی سزا کم کرکے 5 سال قید بامشقت کردی جبکہ 5 لاکھ روپے جرمانہ گھٹا کر 10 ہزار روپے مقرر کردیا۔ جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں ملزم کو مزید 2 ماہ قید بھگتنا ہوگی۔ جسٹس ملک شہزاد خان کی جانب سے تحریر کردہ 6 صفحات پر مشتمل فیصلہ جاری کردیا گیا، تاہم جسٹس صلاح الدین پنھور نے اکثریتی فیصلے سے اختلاف کیا۔ جسٹس صلاح الدین پنہور نے اکثریتی فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے اختلافی نوٹ میں کہا کہ یہ ایک ریپ کا کیس ہے اور ملزم کی سزا برقرار رہنی چاہیے، متاثرہ خاتون غیر شادی شدہ، کم عمر اور یتیم تھی جبکہ ریکارڈ پر دھمکیوں کے شواہد بھی موجود ہیں، اس لیے ایف آئی آر میں تاخیر کو اسکے خلاف استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ سپریم کورٹ کے اکثریتی فیصلے میں قرار دیا کہ ملزم کے خلاف کیس ریپ کا نہیں، بلکہ رضامندی سے زنا کا بنتا ہے۔ عدالت کے مطابق رضامندی سے زنا کی صورت میں مدعیہ بھی سزا کی حقدار ہوسکتی ہے، تاہم مدعیہ کا نہ تو چالان ہوا اور نہ ہی ٹرائل کورٹ میں اسے صفائی کا موقع ملا، اس لیے اپیل کی سطح پر بغیر شنوائی مدعیہ کو سزا نہیں دی جاسکتی۔ عدالت نے واضح کیا کہ ملزم کو بڑے جرم یعنی ریپ کے بجائے چھوٹے جرم (زنا بالرضا) میں سزا دی جاسکتی ہے۔ فیصلے کے مطابق ایف آئی آر میں درج ہے کہ متاثرہ خاتون صبح ساڑھے پانچ بجے جنگل میں حاجت کے لیے گئی تھی، جہاں اس کے بقول گھات لگائے بیٹھے ملزم نے پستول کے زور پر زیادتی کی۔'' (روزنامہ جنگ، 19؍دسمبر 2025ء)

حالیہ دنوں میں پارلیمنٹ کے ارکانِ اسمبلی نے 27 ویں آئینی ترمیم کے تحت بہت ساری قانون سازی کے علاوہ اقلیتی کمیشن کو با اختیار بنانے کی غرض سے جہاں اس کمیشن کے اختیارات کی کئی دفعات ڈالی گئیں، ان میں ایک شق اور دفعہ یہ بھی ڈالی گئی کہ: ''اس ایکٹ کی دفعات کو دیگر تمام موجودہ قوانین پر فوقیت حاصل ہوگی، چاہے کہیں بھی کوئی متضاد قانون موجود ہو۔''

یعنی اگر کمیشن کوئی فیصلہ، سفارش یا رپورٹ جاری کرتا ہے تو وہ فیصلہ پاکستان کے کسی بھی موجودہ قانون پر سبقت رکھے گا اور حاوی ہوگا۔ اس لیے شکوک اور شبہات پیدا ہوئے، کیونکہ پاکستان کے حساس مذہبی قوانین، خصوصاً آئین کی دفعات 260 وغیرہ قادیانی قوانین (Ordinance1984) مذہبی شناخت اور مذہبی آزادی سے متعلق قوانین توہین مذہب اور مذہبی تحفظ کی دفعات، یہ سب اپنے مخصوص پس منظر، حساسیت اور آئینی حیثیت رکھتے ہیں۔ تشویش یہ تھی کہ اگر کمیشن میں مستقبل میں کوئی ایسا رکن آجائے جو بے دین ذہن رکھتا ہو یا جس کی مذہبی حساسیت کمزور ہو، تو وہ کسی ایسے معاملے میں ''حقوقِ اقلیت'' کے نام پر ایسی سفارش یا رپورٹ جاری کرسکتا ہے جو مذکورہ قوانین کی تشریح یا روح پر اثر انداز ہو، اور چونکہ شق 35، اِس کمیشن کو دیگر

قوانین پر فوقیت دیتی تھی، اس لئے اس بات کا خطرہ موجود تھا کہ آئین کی مذہبی دفعات یا حساس قوانین کمزور پڑ جائیں یا ان کی قانونی حیثیت متنازع ہو جائے۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس پر مذہبی طبقات، آئینی ماہرین اور متعدد سیاسی حلقے اپنی اپنی جگہ فکرمند تھے۔ مشترکہ اجلاس میں جب بل آیا تو قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے شق 35 کی حساسیت پر پورے ایوان کو بریف کیا اور حکومت کو آگاہ کیا کہ اس شق کی موجودگی مستقبل میں بہت بڑے قانونی اور نظریاتی بحران کا سبب بن سکتی ہے۔ انہوں نے مثالوں اور آئینی نکات کے ساتھ بتایا کہ یہ شق پاکستان کے مذہبی قوانین کو براہِ راست متاثر کر سکتی ہے۔ پی ٹی آئی کے ارکان نے بھی مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کے مؤقف کی تائید کی، پیپلز پارٹی کے رہنما عبدالقادر پٹیل نے بھی مکمل اتفاق کیا، یوں حکومت نے بھی اس سے اتفاق کرتے ہوئے شق 35 کو بل سے خارج کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس لئے جمعیت علماء اسلام اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو پوری پاکستانی قوم کی جانب سے خراجِ تحسین پیش کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے وہ نقطہ اٹھایا جو عام لوگوں سے لے کر اکثر سیاست دانوں تک کی سمجھ سے اوجھل تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس لیے پاکستانی قوم سے بھی ہم اپیل کریں گے کہ الیکشن کے دنوں میں آپ علمائے کرام اور دینی ذہن رکھنے والے اراکین کو منتخب کر کے پارلیمنٹ میں بھیجیں، تاکہ قرآن وسنت اور اسلامی شریعت کے خلاف کوئی قانون سازی نہ ہو۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اسپیکر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے درست بات فرمائی کہ:

> ”ہم کیوں ایسے قانون کی طرف جا رہے ہیں جس کا فائدہ کل کو غلط ہاتھوں میں جا سکتا ہے؟ ایسا راستہ کیوں کھولیں جس سے وہ طبقہ فائدہ اٹھائے جو ہمیشہ اپنے مفاد کے لیے راستے تلاش کرتا ہے؟ آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ 1974ء میں جب قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، تب بھی انہوں نے اپنی مخصوص نشستیں پنجاب اسمبلی میں پُر کر دیں۔ مگر بعد میں ان کی جماعت نے یہ کہہ کر لاتعلقی ظاہر کر دی کہ ان کا یہ انفرادی عمل تھا اور ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ یہی ان کی چالاکی ہے، فائدہ اٹھائیں گے بھی اور بعد میں اس سے انکار بھی کر دیں گے۔ لہٰذا اگر آج بھی ہم نے کوئی ایسی گنجائش دے دی تو کل یہی کہا جائے گا کہ: ”ہم تو خود کو مسلمان سمجھتے ہیں، ہم اس آئینی فیصلے کو مانتے ہی نہیں۔“ جنابِ اسپیکر! پاکستان مزید ایسے تنازعات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ دوبارہ ایک خطرناک پٹارہ کھولنے کے مترادف ہے۔“

اسی طرح پاکستانی پارلیمنٹ نے یہ بھی قانون سازی کر رکھی ہے کہ اٹھارہ سال سے پہلے کسی بچے یا بچی کا نکاح نہیں ہو سکے گا، اگر کوئی نکاح کرے گا تو اس کو جنسی زیادتی سمجھا جائے گا اور اس کو زنا بالجبر کی سزا دی جائے گی۔ اور اگر اس نکاح کے نتیجے میں بچہ پیدا ہو گیا تو وہ ثابت النسب کہلائے گا اور اس کو جائز بچہ کہا جائے گا۔ یہ سب کچھ دین اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

اسی طرح ٹرانس جینڈر کے بارہ میں قانون سازی سراسر دین، اسلام اور شریعت کے خلاف ہے، جسے اسلامی نظریاتی کونسل اور شرعی عدالت مسترد کر چکی ہیں۔ حکومت ہے کہ ان سب کو پارلیمنٹ سے پاس کراتی جا رہی ہے۔ اور ساتھ ہی کہا جاتا ہے کہ ان قوانین کو پاس کرنا اقوام متحدہ کے منشور اور ان کے مطالبات کا تقاضا ہے۔ پاکستانی قوم، اربابِ حکومت اور اراکین پارلیمان سے یہ پوچھنے بجا طور پر حق رکھتی ہے کہ کیا ان اراکین نے اقوامِ متحدہ کے منشور اور اس کے آئین اور انسانی حقوق کا حلف اٹھایا ہے؟ یا پاکستان کے آئین اور دستور کا حلف اٹھایا ہے، جس میں لکھا ہے کہ آپ قرآن اور سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کر سکتے۔ ذرا سوچیں تو سہی کہ ملک ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان، عدالتی فیصلے اور قانون سازی ہو رہی ہے اسلام اور قرآن وسنت کے خلاف؟ یاللعجب! ان حالات میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر نازل نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟ فاعتبروا یا اولی الابصار!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی وآلہ وصحبہ أجمعین!

اسلامی فلسفہ حیات.... فکری و عملی جائزہ

مولانا راشد وحید قاسمی

دنیا حقیقت یا سراب؟:

رات کے آخری پہر، جب چاندنی ویران صحراؤں پر بکھرتی ہے اور دھند میں لپٹی ہوئی ریت کے ذرات یوں چمکتے ہیں جیسے پانی کا کوئی چشمہ بہہ رہا ہو، تو ایک مسافر اپنی پیاس بجھانے کے لیے اس سراب کی طرف لپکتا ہے، لیکن جب وہ قریب پہنچتا ہے، تو دیکھتا ہے کہ یہ محض دھوکہ تھا، حقیقت نہیں! یہی مثال اس دنیا کی ہے، جسے ہم حقیقت سمجھ کر اس کے پیچھے دوڑتے ہیں، اس کی چمک دمک سے دھوکہ کھاتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم یہاں ہمیشہ کے لیے نہیں؛ بلکہ محض ایک مختصر مدت کے لیے ٹھہرے ہیں۔

قرآن مجید نے دنیا کی حقیقت کو اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یہ دنیاوی زندگی محض کھیل اور پہلاوا ہے، اور یقیناً آخرت کا گھر متقیوں کے لیے بہتر ہے، کیا تم سمجھتے نہیں؟''

علامہ ابن کثیرؒ (م774ھ) تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے دنیا کو لہو و لعب سے تشبیہ دی؛ کیونکہ یہ دل کو بہلانے والی چیز ہے؛ مگر اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر، ج2، ص:413)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں جو کچھ ہے فنا ہو جائے گا اور آخرت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ باقی رہے گی۔''

(الزہد لابن المبارکؒ، ص:56)

شاعرِ حقیقت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ دنیا کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچتے ہیں:

یہ دنیا ایک ویرانہ ہے، گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے، فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

(کشکولِ مجذوب)

جدید فلسفہ وجودیت (Existentialism) کی مطابقت:

یہ وہی حقیقت ہے جو جدید فلسفی Jean-Paul Sartre (1905-1980) کے فلسفہ وجودیت (Existentialism) میں ہمیں نظر آتی ہے، جہاں وہ حقیقت اور انسانی آزادی کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتا ہے:

''دنیا کی چکا چوند محض ایک سراب ہے اور حقیقی وجود کسی اور حقیقت کا متقاضی ہے۔''

(Being and Nothingness, Jean-Paul Sartre)

نظریہ زندگی:

رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے تعلق سے انسانی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ'' (شعب الایمان للبیہقی: 10410) دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔''

دنیا میں انسان جن اعمال و افعال کی شجر کاری کرے گا، آخرت میں انھیں کے پھل اس کے حصہ میں آئیں گے۔ صالح اعمال کے پاکیزہ، شیریں اور خوش ذائقہ پھل اور برے اعمال کے کڑوے کسیلے اور بدمزہ پھل۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص ناگ پھنی کی کاشت کرے اور گلاب کی فصل کاٹے۔ دوسری بات یہ کہ کاشتکار فصل کے تیار ہونے سے پہلے یک طرفہ طور پر صرف اپنا فرض ادا کرتا ہے اور یافت کا فصل پکنے تک انتظار کرتا ہے۔ عجلت اور بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عام فہم مثال کے ذریعہ اہل ایمان کو ایک ماہر کاشتکار کی طرح صبر کے ساتھ اپنے فرض کی ادائیگی کا ذہن دیا ہے کہ وہ دار العمل (دنیا) میں اپنے فرائض کی ادائیگی پر فوکس کریں اور دار الجزار (آخرت) میں بدلے کی حصولیابی کے امیدوار ہوں۔

امام غزالیؒ (م 505ھ) اپنی کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں لکھتے ہیں:

''دنیا میں بوئی گئی نیکیوں کی فصل آخرت میں کاٹی جائے گی۔ جو یہاں محنت کرے گا، وہ وہاں کامیاب ہوگا۔ (احیاء علوم الدین، ج4، ص 321)

یہی اصول جدید نفسیات میں "Delayed Gratification" کے تصور سے ملتا ہے، جس میں بتایا جاتا ہے کہ جو لوگ آج قربانی دیتے ہیں، وہ مستقبل میں کامیاب ہوتے ہیں۔

طرزِ حیات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں زندگی گزارنے کا طریقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''كن في الدُّنيا كأنَّك غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ'' (صحیح البخاری، حدیث:6416)

دنیا میں اس طرح رہو جیسے تم پردیسی ہو یا راستہ عبور کرنے والے مسافر ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو الفاظ استعمال کیے:

غریب (اجنبی) یعنی دنیا میں ایسے رہو جیسے تم یہاں کے نہیں ہو۔

عابر سبیل (مسافر) یعنی دنیا تمہاری اصل منزل نہیں، یہ محض ایک راستہ ہے۔

دنیا کے بارے میں پردیس اور راہ گزر کا طرزِ عمل ہی انسان کو مثبت سمت، بامعنی زندگی اور سکون واطمینان کی دولت عطا کرسکتا ہے اور دنیا کی عشوہ سازی اور فتنہ سامانی سے محفوظ رکھ کر منزل حقیقی کی طرف اسے گامزن رکھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جینے کا ہر دوسرا انداز، صرف ایک نتیجہ پیدا کرسکتا ہے کہ انسان فکر ووہم کی خاردار جھاڑیوں میں الجھ کر اور جھوٹی لذتوں کا اسیر ہوکر سفر زندگی کو کھوٹا کرلے اور آخرت کی کامیابی اور جنت واپسی کے منصوبے پر اپنے ہاتھوں سے ناکامی و نامرادی کی مہر لگالے۔

امام ابن قیم الجوزیہؒ (م 751ھ) اپنی کتاب مدارج السالکین میں لکھتے ہیں:

مسافر بھی کسی جگہ مستقل قیام نہیں کرتا، وہ اپنے اصل وطن (آخرت) کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔ جو شخص دنیا میں سکونت اختیار کرلیتا ہے، وہ حقیقت میں اپنی آخرت کو کھو دیتا ہے۔'' (مدارج السالکین، ج1، ص147)

یہ کوئی دقیانوسی نقطہ نظر نہیں؛ بلکہ دور جدید کے ''Minimalism'' اور ''Sustainable Living'' کے نظریات، جو غیر ضروری سامان اور خواہشات کو ترک کر کے سادہ زندگی گزارنے پر زور دیتے ہیں۔ پوری طرح اس کی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی عملی زندگی:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس کے نشانات آپ کے جسم پر پڑ گئے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قیصر و کسریٰ نرم ونازک بستروں پر ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہوکر اس حال میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت؟ (صحیح مسلم، حدیث:1479)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''کبھی ایسا ہوا کہ تین تین دن تک گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا، ہمارا کھانا صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا۔'' (صحیح بخاری، حدیث:6459)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سنبھالنے کے بعد بازار میں تجارت کے لیے نکلے، صحابہ کرامؓ نے کہا: اب آپ مسلمانوں کے سربراہ ہیں، تجارت کیسے کریں گے؟ تو بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا گیا جو صرف معمولی ضروریات پوری کرسکتا تھا۔

(تاریخ الخلفاء، امام سیوطی، ص:50)

وفات سے قبل اپنی بیوی سے فرمایا: میری خلافت کے دوران جو کچھ بیت المال سے لیا ہے، وہ واپس کردینا؛ چنانچہ تمام رقم اور سامان واپس کردیا گیا۔

(طبقات ابن سعد، ج3، ص:134)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بیت المقدس کی فتح کے موقع پر وہاں پہنچے، تو آپ کا لباس پیوند زدہ تھا اور سواری کے لیے ایک غلام کے ساتھ ایک ہی اونٹ تھا، جس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔

(تاریخ الطبری، ج2، ص:449)

آپؓ روزانہ جو کھانا تناول فرماتے، وہ سادہ جو کی روٹی ہوتی، ایک بار سالن میں زیتون کا تیل تھا تو فرمایا: اگر میں سیر ہوکر کھاؤں، تو امت کے بھوکے لوگ مجھ سے سوال کریں گے قیامت کے دن!

(حلیۃ الاولیاء، ج:1، ص:70)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب

کے ممتاز تاجر ہونے کے باوجود، خود انتہائی سادہ زندگی گزارتے اور جب مدینہ میں قحط آیا، تو اپنی پوری تجارتی غلہ کی کھیپ عام لوگوں میں مفت تقسیم کردی۔

(تاریخ ابن عساکر، ج:39،ص:30)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھجوروں کے باغات میں مزدوری کرتے، اپنی کمائی میں سے صدقہ بھی کرتے اور اپنا کھانا بھی کھاتے۔(الزہد، امام احمدؒ،ص:154)

آپؓ کا لباس پھٹا پرانا ہوتا، صحابہ کرامؓ نے کہا: امیر المومنین! اچھا لباس پہنیں! تو آپؓ نے فرمایا: یہ لباس میرے لیے زیادہ بہتر ہے؛ کیونکہ اس میں تکبر نہیں اور دل میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، ج:1،ص:316)

اسوہ رسول اور سیرت صحابہ کا یہ بے مثال حسن ہے کہ یہاں قول وعمل میں کبھی تضاد واقع نہیں ہوتا۔ زبان قال سے دنیا کو راہ گزر یا پردیس بتایا جاتا ہے تو عملی زندگی کامل طور پر اس کی تصدیق کرتی ہے۔

جدید مادہ پرستانہ دور میں اسلامی طرز حیات:

آج کی دنیا مسرفانہ صارفیت Consumerism کے جال میں پھنسی ہوئی ہے، جہاں زندگی کا معیار ”زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا بن چکا ہے۔ یہاں ہر چیز کو صرف مادی پیمانوں پر تولا جاتا ہے اور انسان اپنی اصل حقیقت کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ ایسے ماحول میں ربانی زندگی گزارنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم دنیا کے متعلق اپنا نظریہ درست کریں اور اپنی ترجیحات کو الہامی اصولوں کے مطابق ڈھالیں۔

دنیا مسافر خانہ ہے، وطن نہیں:

یہ دنیا ایک عارضی قیام گاہ ہے، منزل نہیں۔ اگر انسان اسے مستقل ٹھکانہ سمجھ لے تو وہ اس میں الجھ کر رہ جائے گا۔ قرآن کہتا ہے:

”وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ“ (آل عمران:185)

ترجمہ: ”یہ دنیا کی زندگی محض دھوکے کا سامان ہے۔“

زندگی کی سادگی اور فطرت سے ہم آہنگی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی زندگیاں سادگی اور فطرت سے ہم آہنگی کا عملی نمونہ تھیں۔ عیش وعشرت کی دوڑ میں شامل ہونا، غیر ضروری اشیاء کے پیچھے بھاگنا اور مصنوعی آسائشوں میں زندگی گزارنا، فطری سکون کو برباد کردیتا ہے۔ سادہ زندگی کا مطلب یہ نہیں کہ ضروریات ترک کر دی جائیں؛ بلکہ اسباب عیش وعشرت سے آزاد رہتے ہوئے زندگی کو اعلیٰ مقاصد اور برتر کاموں میں صرف کیا جائے۔

وقت، مال اور صلاحیتوں کا مثبت استعمال:

زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ وقت، مال اور ذہنی صلاحیتیں ہیں۔ انھیں سطحی مشاغل، لغویات اور بے مقصد سرگرمیوں میں ضائع کرنے کے بجائے ایسے کاموں میں لگانا چاہیے جو دیرپا اثرات کے حامل ہوں۔ قرآن کہتا ہے:

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (العصر 3-1)

ترجمہ: ”زمانے کی قسم! بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔“

میدان عمل کی تبدیلی:

دنیا آج عزت، شہرت، قوت اور مال کی مسابقت کا میدان بن چکی ہے اور یہی دنیاوی مسابقت، بدامنی، فساد، جنگ و جدل ظلم و عدوان اور اخلاقی انارکی کی جڑ ہے جو دنیا کو دن بہ دن تباہی کی طرف لے جارہی ہے۔ ایسے ماحول میں اصلاح کا واحد راستہ یہ ہے کہ میدان عمل تبدیل کرلیا جائے۔ اور دنیا کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اپنی جدوجہد کی ڈور آخرت کی طرف موڑ دی جائے۔ یہی تبدیلی خیر اور دنیا میں امن وسکون کا باعث ہوگی۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا، اپنی وسعت کے باوجود، اتنی محدود ہے کہ یہ انسانی خواہشات کا مکمل جواب نہیں بن سکتی۔ انسان کی لامحدود خواہشات کا حقیقی مرکز صرف آخرت اور جنت ہی ہوسکتی ہے، جہاں ہر تمنا کی تکمیل ممکن ہے۔

قناعت (Minimalism) واحد حل:

قناعت (Minimalism) کا مطلب ہے کم تر پر رضا مندی، غیر ضروری اشیاء سے اجتناب اور زندگی کو بے جا بوجھ سے آزاد رکھنا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا،

وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ۔‘‘ (سنن الترمذی: 2348) وہ شخص فلاح پا گیا جو اسلام لے آیا، اسے بقدر کفایت رزق دیا گیا، اور اللہ نے جو کچھ اسے عطا کیا، اس پر اسے قناعت نصیب فرمادی۔ جدید Sustainability (پائیداری) کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم غیر ضروری چیزوں کا استعمال کم کریں، قدرتی وسائل کو ضائع نہ کریں اور اپنی زندگی میں اعتدال لائیں؛ تاکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی یہ دنیا رہنے کے قابل ہو۔ اسی طرح "Slow Living" (آہستہ طرز زندگی) کا نظریہ کہتا ہے کہ ہم تیز رفتاری اور بے جا مصروفیات کے بجائے ایک پُرسکون اور بامقصد زندگی گزاریں، جس میں ہم صرف وہی چیزیں اپنائیں جو واقعی ضروری اور مفید ہوں۔ ۞۞

حضرت مولانا نور محمد ہزاروی مدظلہ کا

دس روزہ تبلیغی دورۂ سندھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر حضرت مولانا نور محمد ہزاروی مدظلہ 6/دسمبر بروز ہفتہ کراچی تشریف لائے، بعد نماز عشاء جامع مسجد امام بخاری منگھوپیر میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔ 7/دسمبر صبح دس بجے مدرسہ عربیہ فرقانیہ جیل چورنگی میں اساتذۂ کرام وطلبا سے خطاب کیا۔ گیارہ بجے جامعہ اسلامیہ طیبہ نزد اسلامیہ کالج میں تشریف آوری ہوئی، حضرت مہتمم صاحب واساتذہ کرام سے ملاقات کے بعد طلبا سے خطاب کیا۔ ساڑھے بارہ بجے جامعہ عربیہ عباسیہ شہزادہ مسجد میں طلبا سے گفتگو کی۔ 8/دسمبر بروز پیر صبح نو بجے جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی میں طلبا سے خطاب کیا۔ گیارہ بجے معہد الخلیل اسلامی بہادر آباد میں طلبا میں بیان کیا۔ بعد نماز عشاء لسبیلہ مشرف کالونی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔ 9/دسمبر بروز منگل آٹھ بجے جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات محمد علی سوسائٹی میں معلمات وطالبات سے بیان فرمایا۔ دس بجے جامعۃ السعید پی ای سی ایچ سوسائٹی میں بیان ہوا۔ ساڑھے گیارہ بجے مدرسہ معہد الرشید بلوچ کالونی میں اساتذہ وطلبا میں بیان ہوا۔

13/دسمبر بروز ہفتہ ضلع ٹنڈو الہیار، مدرسہ عربیہ دار الفرقان نصر پور، مدرسہ علی المرتضیٰ خانزادہ کالونی کے طلبا کو چناب نگر کورس کی دعوت دی۔ بعد ازاں مدرسہ مدینۃ العلوم پٹھان کالونی کے سالانہ ختم بخاری پروگرام میں بیان کیا۔ بعد نماز ظہر جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات فیاض کالونی میں بیان کیا۔ بعد نماز مغرب وعشا بالترتیب مدرسہ صدیق اکبر بکیرا روڈ ومدرسہ دار العلوم اسلامیہ اشرف آباد میں طلبا میں بیان ہوا اور چناب نگر سالانہ ختم نبوت کورس کی دعوت دی۔ 14/دسمبر بروز اتوار حیدر آباد جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات لطیف آباد، جامعہ رشیدیہ للبنات مسان روڈ، جامعہ اسلامیہ قاسمیہ للبنات نورانی بستی میں بیانات ہوئے۔ نماز عصر سے پہلے جامعہ عربیہ ریاض العلوم لیاقت کالونی کے طلبا میں بیان ہوا اور کورس کی دعوت دی۔ بعد نماز مغرب و عشا بالترتیب مکی مسجد پٹھان کالونی وچراغ مسجد میانی روڈ میں بیانات ہوئے۔ 15/دسمبر بروز پیر ضلع جامشورو، مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات جامشورو کالونی، جامعہ فاطمۃ الزہراء سینڈوز روڈ، مدرسہ مصباح العلوم للبنات سکندر آباد، جامعۃ العفراء للبنات خورشید چوک کوٹری، بعد نماز ظہر مدرسہ خاتم النبیین ٹھٹھہ روڈ علماء کنونشن میں بیان ہوا۔ بعد نماز مغرب وعشا ختم نبوت مسجد بہار کالونی وبابری مسجد جامشورو کانفرنس میں بیانات کیے۔

(رپورٹ:.... مولانا محمد رضوان قاسمی)

بیماری اور عیادت....آداب واحکام

مولانا عبداللطیف قاسمی

دنیا دارالامتحان ہے، جس طرح ایمان سے محروم انسان کو ابتلا وآزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے، اسی طرح صاحبِ ایمان کے لیے بھی ابتلا وآزمائش مقدر ہوتی ہے، اسلام کا تصور یہ ہے کہ بیماری اور شفا اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، فرماں بردار اور نافرماں کی کوئی تخصیص نہیں ہے، حضرات انبیائے کرام بھی بیمار ہوئے ہیں، سید المرسلین اور امام الانبیاء بھی متعدد مرتبہ بیماری میں مبتلا ہوئے ہیں، وفات کے موقع پر تقریباً چودہ دن بیمار رہے، بیماری مومن کے لیے امتحان وآزمائش ہے، دنیا میں آزمائشیں بخشش اور مغفرت کے لیے آتی ہیں، حقیقت میں بیماری ایک نعمت ہے، گناہوں کے لیے کفارہ اور رفع درجات کا سبب ہے، بیمار کو اللہ اور بندوں سے معافی تلافی اور حقوق کی ادائیگی کے لیے ایک موقع دیا جاتا ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن کی مثال نرم ونازک پودے کی سی ہے، جس کو ہوائیں ادھر سے ادھر جھکاتی رہتی ہیں، منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے، جس کی جڑیں زمین میں نہایت مضبوط ہوتی ہیں، ہوائیں اس کو اِدھر اُدھر جھکا نہیں سکتیں؛ یہاں تک کہ اس کو یکبارگی اکھاڑ دیا جاتا ہے۔

(بخاری، کتاب المرضی، باب کفارۃ المرض: ۵۶۴۳)

یعنی مومن کو غفلت سے بیدار کرنے اور اس کی اخروی ترقی کے لیے بار بار آزمائشیں آتی رہتی ہیں، منافق اور بے ایمان کو مہلت دی جاتی ہے اور وہ غفلت کی زندگی میں مست ہوتا ہے؛ یہاں تک کہ اچانک اس کو موت آجاتی ہے، یا اس پر کوئی عذاب نازل ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے لیے توبہ، استغفار اور گناہوں سے معافی تلافی کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

بیماری اور پریشانی گناہوں کیلئے کفارہ:

حدیث قدسی میں وارد ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”إِنَّ الرَّبَّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى يَقُولُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أُخْرِجُ أَحَدًا مِنَ الدُّنْيَا أُرِيدُ أَغْفِرَ لَهُ حَتَّى أَسْتَوْفِيَ كُلَّ خَطِيئَةٍ فِي عُنُقِهِ بِسَقَمٍ فِي بَدَنِهِ وَإِقْتَارٍ فِي رِزْقِهِ. رَوَاهُ رزين۔“ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض: ۱۵۸۵)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میری عزت اور جلال کی قسم! میں کسی شخص کو جس کی میں مغفرت کرنا چاہتا ہوں، اس کو دنیا سے نہیں نکالتا؛ یہاں تک کہ بدنی بیماری اور رزق کی تنگی میں مبتلا کرکے اس کی گردن پر موجود گناہوں سے اس بندے کو پاک وصاف نہ کردوں۔

”عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ۔“

(رواہ البخاری، کتاب المرضی: ۵۶۴۱)

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو جو تھکان، بیماری، غم ورنج، کوئی تکلیف اور غم حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کی وجہ سے اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔

”عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللهُ تَعَالَى بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔“ (رواہ البخاری، کتاب المرضی، باب اشد الناس بلاء: ۵۶۴۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائبؓ

کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کیا بات ہے کہ تم لمبی لمبی سانس لے رہی ہو؟ انھوں نے کہا کہ: بخار ہے، اللہ اس کو نا مبارک بنائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخار کو بُرا بھلا نہ کہو، کیوں کہ بخار انسان کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے، جس طرح بھٹی لوہے کی گندگی کو دور کر دیتی ہے۔ (مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المومن: ۲۵۷۵)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو بیماری یا کوئی تکلیف پہنچتی ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس تکلیف اور بیماری کی وجہ سے اس مسلمان کے گناہوں کو اس طرح (تیزی سے) گراتے ہیں، جس طرح درخت (موسم خزاں میں) اپنے سوکھے پتوں کو (تیزی سے) گراتا ہے، یعنی مسلمان کم وقت میں اپنے تمام گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

ابوالاشعث صنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں صبح سویرے دمشق کی جامع مسجد پہنچا، میری ملاقات اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شداد بن اوس اور صنابحی رضی اللہ عنہما سے ہوئی، میں نے ان دونوں سے عرض کیا: اللہ تم پر رحم کرے، آپ حضرات کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: قریب میں ہمارا ایک بھائی ہے، اس کی عیادت کے لیے ہم جا رہے ہیں، تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا، پھر ہم لوگ چلے اور اس بھائی کے پاس پہنچے، ان دونوں صحابہ کرامؓ نے اس مریض سے پوچھا کہ تم نے صبح کیسی کی؟ (خیریت سے ہو) اس مریض نے کہا: اللہ کے فضل سے صبح کی، (الحمدللہ! خیریت سے ہوں) پھر حضرت شدادؓ نے فرمایا: گناہوں کو مٹانے والی اور معاف کرانے والی چیزوں سے خوش ہو جاؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

”إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: إِنِّي إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا، فَحَمِدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ، فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا، وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِي، وَابْتَلَيْتُهُ، فَأَجْرُوا لَهُ كَمَا كُنْتُمْ تُجْرُونَ لَهُ وَهُوَ صَحِيحٌ“

(مسند احمد، مسند شداد بن اوس: ۱۷۱۱۸)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں اپنے کسی مؤمن بندے کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ بندہ آزمائش میں بھی میری حمد وثنا بیان کرتا ہے (تقدیر پر راضی رہ کر ثواب کی امید رکھتا ہے، صبر کرتا ہے، بے صبری، جزع و فزع اور شکوے شکایات سے احتراز کرتا ہے) تو وہ اپنی بیماری کے بستر سے (گناہوں سے پاک وصاف ہو کر) اس طرح اٹھے گا، جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو، اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتے ہیں: ”میں نے اپنے بندے کو عمل کرنے سے روک دیا تھا اور آزمائش میں مبتلا کر رکھا تھا؛ لہٰذا اس کے لیے اسی طرح اجر لکھا کرو جس طرح تم اس کی صحت کے زمانے میں اجر لکھا کرتے تھے۔“

بیماری رفعِ درجات کا ذریعہ:

بیماری ایک طرح سے رحمت ہے، اس سے گناہوں کی صفائی ہوتی ہے اور جنت میں درجات بلند ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ بعض بندوں کے لیے آخرت میں بلند مقام کا فیصلہ کرتے ہیں؛ مگر ان کے پاس وہ اعمال نہیں ہوتے جن کی وجہ سے وہ اس کے مستحق ہو سکیں؛ اس لیے بسا اوقات بیماریوں اور آزمائشوں میں مبتلا کر کے ان کو اس قابل بنایا جاتا ہے کہ وہ آخرت کے اس بلند مقام کے اہل ہو جائیں۔

محمد بن خالد سلمی اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابتلاه الله فِي جسده أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذَلِكَ يُبَلِّغُهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ“ (رَوَاه أَبُوْدَاوُد، كتاب الجنائز، باب الامراض المكفرة للذنوب: ۳۰۹۰)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے لیے کسی اونچے مقام کا فیصلہ فرماتے ہیں، وہ بندہ اس مقام تک اپنے عمل سے پہنچ نہیں پاتا، تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی مالی یا بدنی مصیبت و پریشانی میں مبتلا کرتے ہیں، پھر اس کو اس مصیبت پر صبر کی توفیق عطا فرماتے ہیں؛ یہاں تک کہ اس کو اس مقام تک پہنچا دیتے ہیں جس کا فیصلہ خدا کی طرف سے اس بندے کے لیے ہوا ہے۔

حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ

پریشانیاں اور بیماریاں ہمارے لیے رفعِ درجات کا ذریعہ ہیں، بشرطیکہ ہم صبر وہمت سے کام لیں اور ثواب کی امید رکھیں اور خدائی فیصلے اور تقدیر پر راضی رہیں۔

مصائب وامراض پر اجر وثواب:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت عطا بن رباحؒ سے فرمایا: میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟، عطا بن ابی رباحؒ نے عرض کیا: ضرور دکھایئے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ وہ سیاہ فام عورت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: مجھ پر مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ میرے لیے اس مرض سے شفا کی دعا فرمائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو، تو صبر کرو اور تمہارے لیے جنت ہے، اگر تم چاہو، تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تمہیں اس مرض سے نجات دے دے، اس عورت نے عرض کیا: میں صبر کروں گی، پھر اس نے یہ درخواست کی: مرگی کے دورے کے دوران میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ بس اتنی دعا فرمادیجیے کہ دورے کے دوران میرا ستر محفوظ رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

(رواہ البخاری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع: ۵۶۵۲)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيضِ۔“

(رواہ الترمذی، ابواب الزہد: ۲۴۰۲)

دنیا میں عافیت سے رہنے والے قیامت میں جب آزمائش والوں کو دیکھیں کہ ان کو خوب اجر وثواب دیا جارہا ہے، تو وہ لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا اور ان کو بھی اسی طرح اجر وثواب دیا جاتا، جیسے ان آزمائش والوں کو دیا جارہا ہے۔

بیماری کے زمانے میں صحت کے زمانے کے اعمال اور ان کا ثواب:

ایک صحت مند انسان جن کاموں کو کر سکتا ہے، بیمار آدمی ان کو انجام دے نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ کا انتہائی فضل وکرم ہے کہ مؤمن بندہ کسی عمل کو پابندی اور اہتمام سے کرتا تھا، مرض، سفر یا کسی اور عذر کی وجہ سے وہ عمل چھوٹ جائے، تو بھی اس عمل کا اجر وثواب اس کے لیے لکھا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی بندہ کوئی عبادت کرتا رہے، پھر بیمار ہوجائے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں: اس بندے کے لیے اس عمل کا ثواب بھی لکھو جو عمل وہ صحت کی حالت میں کیا کرتا تھا؛ یہاں تک کہ میں اس کو صحت دے دوں یا اپنے پاس بلا لوں۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض: ۱۵۵۹، مسند احمد مسند عبداللہ بن عمرو: ۶۸۹۵)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مؤمن بندہ کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرماتے ہیں: ان نیک اعمال کو اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا کرو جن کو وہ (صحت کے زمانے میں) کیا کرتا تھا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو شفا وصحت عطا فرمادے، تو اس کو گناہوں سے پاک وصاف فرمادیتے ہیں، اگر اس کو اپنے پاس بلالیں، تو اس کو معاف فرمادیتے ہیں اور اس پر رحم فرماتے ہیں۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض: ۱۵۶۰، مسند احمد، مسند انس بن مالک: ۱۳۵۰۱)

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیمار تھے، ہم لوگ عیادت کے لیے حاضر ہوئے، حضرت ابن مسعودؓ رونے لگے، ہم نے آپ کو تسلی دی، تو آپ نے فرمایا: میں بیماری سے پریشان ہوکر نہیں رو رہا ہوں؛ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بیماری گناہوں کے لیے کفارہ کے ذریعہ ہے؛ اس لیے بیماری سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ بیماری کمزوری کے زمانے (بڑھاپے کی عمر جس میں طاقت وقوت مفقود ہونے کی وجہ سے انسان عمل نہیں کرسکتا ہے) میں آئی ہے، محنت کے زمانے میں بیماری آتی، تو بیمار ہونے سے پہلے جو اعمال کرتا تھا، بیماری کے زمانے میں بھی ان اعمال کا اجر وثواب لکھا جاتا ہے (اس بات پر رو رہا ہوں)۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض: ۱۵۸۶)

(جاری ہے)

واقعۂ معراج النبی ﷺ

مولانا محمد نجیب قاسمی

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ رجب المرجب ہے۔ رجب اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے: اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہیں، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ ہیں جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے ہیں۔ (سورۃ التوبہ:36) ان چار مہینوں کی تحدید قرآن کریم میں نہیں ہے، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب۔

معلوم ہوا کہ حدیث نبوی کے بغیر قرآن کریم نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ ان چار مہینوں کو اشہر حرم (حرمت والے مہینے) اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام جو فتنہ وفساد، قتل وغارت گری اور امن وسکون کی خرابی کا باعث ہو، سے منع فرمایا گیا ہے، اگرچہ لڑائی جھگڑا سال کے دیگر مہینوں میں بھی حرام ہے، مگر اِن چار مہینوں میں لڑائی جھگڑا کرنے سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔ ان چار مہینوں کی حرمت وعظمت پہلی شریعتوں میں بھی مسلّم رہی ہے، حتیٰ کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا۔

رجب کا مہینہ شروع ہونے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے:

”اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔“

ترجمہ: ”اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینوں میں ہمیں برکت عطا فرما اور ماہ رمضان تک ہمیں پہنچا۔“

(مسند احمد، بزار، طبرانی، بیہقی)

لہٰذا ماہ رجب کے شروع ہونے پر ہم یہ دعا یا اس مفہوم پر مشتمل دعا مانگ سکتے ہیں۔ اس دعا سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رمضان کی کتنی اہمیت تھی کہ ماہِ رمضان کی عبادت کو حاصل کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے دو ماہ قبل دعاؤں کا سلسلہ شروع فرمادیتے تھے۔

ماہ رجب میں کسی خاص نماز پڑھنے کا یا کسی معین دن کے روزے رکھنے کی خاص فضیلت کا کوئی ثبوت احادیث صحیحہ سے نہیں ملتا ہے۔ نماز وروزہ کے اعتبار سے یہ مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہی ہے۔ البتہ رمضان کے پورے ماہ کے روزے رکھنا ہر بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہیں اور ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی ترغیب احادیث میں موجود ہے۔ ماہ رجب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ ادا کیا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء ومؤرخین کی رائے مختلف ہیں۔ البتہ دیگر مہینوں کی طرح ماہ رجب میں بھی عمرہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ اسلاف سے بھی اس ماہ میں عمرہ ادا کرنے کے ثبوت ملتے ہیں۔ البتہ رمضان کے علاوہ کسی اور ماہ میں عمرہ ادا کرنے کی کوئی خاص فضیلت احادیث میں موجود نہیں ہے۔

واقعۂ معراج النبی:

اس واقعہ کی تاریخ اور سال کے متعلق مؤرخین اور اہل سیر کی رائے مختلف ہیں، ان میں سے ایک رائے یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال 27 رجب کو 51 سال 5 مہینہ کی عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ کا سفر جس کا تذکرہ سورۂ بنی اسرائیل:

”سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی۔“

میں کیا گیا ہے، اس کو اسراء کہتے ہیں اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا

نام معراج ہے، معراج عروج سے نکلا ہے، جس کے معنی چڑھنے کے ہیں۔ حدیث میں ’’عروج‘‘ یعنی مجھ کو اوپر چڑھایا گیا کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لیے اس سفر کا نام معراج ہوگیا۔ اس مقدس واقعہ کو اسراء اور معراج دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر سورہ نجم کی آیات میں بھی ہے:

پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آگیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمانی تھی، وہ نازل فرمائی۔

سورۃ النجم کی آیات 13-18 میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: ’’اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے۔ اس بیر کے درخت کے پاس جس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں۔‘‘

(نبی کی) آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی، سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔ احادیث متواترہ سے ثابت ہے، یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی تعداد سے معراج کے واقعہ سے متعلق احادیث مروی ہیں۔

انسانی تاریخ کا سب سے لمبا سفر:

قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ اسراء و معراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں، بلکہ جسمانی تھا، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سفر کوئی خواب نہیں تھا، بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا کہ مختلف مراحل سے گزر کر اتنا بڑا سفر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے رات کے صرف ایک حصہ میں مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے لیے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے، کیوں کہ وہ تو قادر مطلق ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے تو ارادہ کرنے پر چیز کا وجود ہوجاتا ہے۔ معراج کا واقعہ پوری انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم، مبارک اور بے نظیر معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دے کر اپنا مہمان بنانے کا وہ شرف عظیم عطا فرمایا جو نہ کسی انسان کو کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کسی مقرب ترین فرشتے کو۔

واقعۂ معراج کا مقصد:

واقعہ معراج کے مقاصد میں جو سب سے مختصر اور عظیم بات قرآن کریم (سورہ بنی اسرائیل) میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم (اللہ تعالیٰ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں۔ اس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عظیم الشان مقام و مرتبہ دینا ہے جو کسی بھی بشر حتیٰ کہ کسی مقرب ترین فرشتہ کو نہیں ملا ہے اور نہ ملے گا۔ نیز اس کے مقاصد میں امت مسلمہ کو یہ پیغام دینا ہے کہ نماز ایسا مہتم بالشان عمل اور عظیم عبادت ہے کہ اس کی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں، بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند و اعلیٰ مقام پر معراج کی رات میں ہوا۔

نیز اس کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیتِ نماز کا تحفہ بذاتِ خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ نماز اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو مانگنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

واقعۂ معراج کی مختصر تفصیل:

اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے پُر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ چاک کیا گیا، پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا اور پھر بجلی کی رفتار سے زیادہ تیز چلنے والی ایک سواری، یعنی براق لایا گیا، جو لمبا سفید رنگ کا چوپایا تھا، اس کا قد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نظر پڑتی تھی۔ اس پر سوار کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں تمام انبیائے کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ پھر آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام، تیسرے

آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد البیت المعمور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کردیا گیا، جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے اللہ کی عبادت کے لیے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ اس میں لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے پتے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان ہوں اور اس کے پھل اتنے بڑے بڑے ہیں جیسے مٹکے ہوں۔ جب سدرۃ المنتہیٰ کو اللہ کے حکم سے ڈھانکنے والی چیزوں نے ڈھانک لیا تو اس کا حال بدل گیا، اللہ کی کسی بھی مخلوق میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کرسکے۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں چار نہریں نظر آئیں، دو باطنی نہریں اور دو ظاہری نہریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ باطنی دو نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری دو نہریں فرات اور نیل ہیں (فرات عراق اور نیل مصر میں ہے)۔

نماز کی فرضیت:

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی وحی فرمائی جن کی وحی اس وقت فرمانی تھی اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور نماز کی تخفیف کی درخواست کی۔ ہر مرتبہ پانچ نمازیں معاف کردی گئیں، یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر بھی مزید تخفیف کی بات کہی، لیکن اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ تخفیف کا سوال کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اور میں اللہ کے اس حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی گئی:

”میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی ہے۔“

یعنی میں نے اپنے فریضہ کا حکم باقی رکھا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس بنا کر دیتا ہوں۔ غرضیکہ ادا کرنے میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہی ہیں۔

نماز کی فرضیت کے علاوہ دیگر دو انعام:

اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے انسان کا رشتہ جوڑنے کا سب سے اہم ذریعہ یعنی نماز کی فرضیت کا تحفہ ملا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کی فکر اور اللہ کے فضل وکرم کی وجہ سے پانچ نماز کی ادائیگی پر پچاس نمازوں کا ثواب دیا جائے گا۔ سورۃ البقرہ کی آخری آیت (آمَنَ الرَّسُولُ سے لے کر آخر تک) عنایت فرمائی گئی۔ اس قانون کا اعلان کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے شرک کے علاوہ تمام گناہوں کی معافی ممکن ہے، یعنی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمیشہ عذاب میں نہیں رہیں گے، بلکہ توبہ سے معاف ہوجائیں گے یا عذاب بھگت کر چھٹکارا مل جائے گا، البتہ کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

معراج میں دیدارِ الٰہی:

زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے یا نہیں اور اگر رؤیت ہوئی تو وہ رؤیت بصری تھی یا رؤیت قلبی تھی، البتہ ہمارے لیے اتنا مان لینا ان شاء اللہ کافی ہے کہ یہ واقعہ برحق ہے، یہ واقعہ رات

اظہارِ غم

ملتان... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی، مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد، مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک مشترکہ بیان میں پیر طریقت مولانا سید مختار الدین شاہ کربوغہ شریف کی وفات حسرت آیات پر قلبی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ موصوف برکۃ العصر، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ مہاجر مدنی کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ ان کی ساری زندگی مسلمانان عالم کی اصلاح میں گزری۔ ہزارہا مسلمانوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرکے گناہوں سے توبہ کی اور آئندہ کے لئے اپنی زندگیوں کو اللہ پاک کی یاد ذکر واذکار میں گزارنے کا عہد کیا۔ مولانا موصوف کی وفات عالم اسلام کے لئے ایک عظیم صدمہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے دعا گو بزرگوں میں سے تھے۔ تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں نے حضرت مرحوم کی مغفرت، پسماندگان، مستشرقین خلفاء وخدام کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

کے صرف ایک حصہ میں ہوا، نیز بیداری کی حالت میں ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک بڑا معجزہ ہے۔

قریش کی تکذیب اور ان پر حجت قائم ہونا:

رات کے صرف ایک حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جانا، نماز میں وہاں انبیائے کرام کی امامت کرنا، پھر وہاں سے آسمانوں تک تشریف لے جانا، انبیائے کرام سے ملاقات اور پھر اللہ جل شانہ کے دربار میں حاضری، جنت و دوزخ کو دیکھنا، مکہ مکرمہ تک واپس آنا اور واپسی پر قریش کے ایک تجارتی قافلہ سے ملاقات ہونا جو ملک شام سے واپس آرہا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو معراج کا واقعہ بیان کیا تو قریش تعجب کرنے لگے اور جھٹلانے لگے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ فرمایا ہے۔ اس پر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ کیا تم اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب باتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور وہ یہ کہ آسمانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر آتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق پڑ گیا۔ اس کے بعد جب قریش مکہ کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے احوال دریافت کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روشن فرمادیا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں تشریف فرما تھے۔ قریش مکہ سوال کرتے جارہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے جارہے تھے۔

سفرِ معراج کے بعض مشاہدات:

اس اہم و عظیم سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت و دوزخ کے مشاہدہ کے ساتھ مختلف گناہگاروں کے احوال بھی دکھائے گئے جن میں سے بعض گناہگاروں کے احوال اس جذبہ سے تحریر کررہا ہوں کہ ان گناہوں سے ہم خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی ترغیب دیں۔

کچھ لوگ اپنے سینوں کو ناخنوں سے چھیل رہے تھے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی بے آبروئی کرنے میں پڑے رہتے ہیں۔ (ابوداؤد)

سودخوروں کی بدحالی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر بھی گزرا جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے جیسے (انسانوں کے رہنے کے) گھر ہوتے ہیں، ان میں سانپ تھے جو باہر سے ان کے پیٹوں میں نظر آرہے تھے۔ میں نے کہا کہ اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

کچھ لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے، کچل جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہوجاتے تھے جیسے پہلے تھے۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری تھا، ختم نہیں ہورہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ نماز میں کاہلی کرنے والے ہیں۔ (انوار السراج فی ذکر الاسراء والمعراج: شیخ مفتی عاشق الٰہیؒ)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی بدحالی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کی شرم گاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور اونٹ و بیل کی طرح چرتے ہیں اور کانٹے دار و خبیث درخت اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ہیں۔ (انوار السراج فی ذکر الاسراء والمعراج: شیخ مفتی عاشق الٰہیؒ)

سڑا ہوا گوشت کھانے والے لوگ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سامنے ایک

ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ہے اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے، مگر وہ زانیہ اور فاحشہ عورت کے ساتھ شب باشی کرتے ہیں اور صبح تک اسی کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ عورتیں ہیں جو حلال اور طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار شخص کے ساتھ رات گزارتی ہیں۔

(انوار السراج فی ذکر الاسراء والمعراج)

سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے؟

احادیث میں سدرۃ المنتہیٰ اور السدرۃ المنتہیٰ دونوں طرح استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم میں سدرۃ المنتہیٰ استعمال ہوا ہے۔ سدرۃ کے معنی بیر کے ہیں اور منتہیٰ کے معنی انتہا ہونے کی جگہ کے ہیں۔ اس درخت کا یہ نام رکھنے کی وجہ صحیح مسلم میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اسی پر منتہیٰ ہو جاتے ہیں اور جو بندوں کے اعمال نیچے سے اوپر جاتے ہیں وہ وہاں پر ٹھہر جاتے ہیں، یعنی آنے والے احکام پہلے وہاں آتے ہیں، پھر وہاں سے نازل ہوتے ہیں اور نیچے سے جانے والے جو اعمال ہیں وہ وہاں ٹھہر جاتے ہیں، پھر اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔

وضاحت:

واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کوئی خاص عبادت ہر سال ہمارے لیے مسنون یا ضروری نہیں ہے۔ تاریخ کے اس بے مثال واقعہ کو بیان کرنے کا اہم مقصد یہ ہے کہ ہم اس عظیم الشان واقعہ کی کسی حد تک تفصیلات سے واقف ہوں اور ہم اُن گناہوں سے بچیں جن کے ارتکاب کرنے والوں کا بُرا انجام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر امت کو بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آمین!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی

رکن سازی کا دعوتی عمل

آیئے! رکن بنیں، ایمان بچائیں، شفاعت رسول حاصل کریں۔

ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان، دینِ اسلام کی بنیاد اور امت مسلمہ کی پہچان ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اس بنیادی عقیدے پر حملہ ہوا، اہلِ ایمان نے اپنی جان و مال قربان کر کے اس کی حفاظت کی۔ آج ایک مرتبہ پھر امت کو فتنوں، باطل تحریکوں اور گمراہ کن نظریات کا سامنا ہے، جن کا مقابلہ صرف مضبوط عقیدہ، منظم جدوجہد اور اجتماعی شعور کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اسی عظیم مقصد کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک منظم، آئینی اور دعوتی جدوجہد میں مصروفِ عمل ہے۔ اس جدوجہد کو مزید مؤثر، ہمہ گیر اور مضبوط بنانے کے لیے تین سالہ رکن سازی کا عمل جنوری 2026ء سے باقاعدہ طور پر شروع ہو چکا ہے۔

یہ رکنیت محض ایک رسمی اندراج نہیں بلکہ: ”عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا عملی عہد“ باطل فتنوں (خصوصاً فتنہ قادیانیت) کے خلاف اجتماعی جدوجہد میں شمولیت۔ دین اسلام کی بنیادوں کے دفاع کا شعوری اعلان۔ شفاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کی امید کا ذریعہ ہے۔ رکن بننا دراصل اکابرین امت کے اس قافلے میں شامل ہونا ہے جس کی منزل رضائے الٰہی اور جس کا مشن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے عقیدے کی حفاظت ہے۔ یہ ایک ایسا صدقۂ جاریہ ہے جس کے اثرات نسلوں تک منتقل ہوتے ہیں۔

رکنیت کی فیس صرف 20 روپے مقرر کی گئی ہے تاکہ ہر مسلمان، خواہ وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتا ہو، اس عظیم دینی مشن کا حصہ بن سکے۔ یہ معمولی رقم نہیں بلکہ اپنے ایمان کے تحفظ کی ایک علامتی قربانی ہے۔

آیئے! اپنی شناخت کو ختم نبوت کے ساتھ جوڑیں، اپنی نسلوں کے ایمان کی حفاظت کریں اور اس عظیم دعوتی و اصلاحی جماعت کا حصہ بنیں۔

آج رکن بنیں، ایمان بچائیں اور شفاعتِ رسول کے امیدوار بنیں۔

منجانب:.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

از:.... مولانا عبدالحکیم نعمانی

تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں

بنگلہ دیش وسری لنکا کا سفر

دوسری قسط

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

۱۶؍نومبر کو صبح کے ناشتہ کے لئے مولانا رفیق الاسلام کی راہنمائی میں ہمارا قافلہ آفتاب نگر کے عظیم الشان (بڑا مسجد و مدرسہ کمپلیکس) کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں متحدہ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا مفتی محمد علی نے پاکستان کے تمام اکابرین کے لیے ایک جگہ ناشتہ کا انتظام کیا ہوا تھا، جہاں تمام اکابر اکٹھے ہوئے۔ وہاں سے نمازِ ظہر کے فوراً بعد ہمارا قافلہ سندر بن کی سمت روانہ ہوا، وہ خطہ جو ڈھاکہ سے تقریباً چار سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور جس کے جنگل سمندر کی آغوش میں سانس لیتے محسوس ہوتے ہیں۔ راستے میں مقامی میزبان مولانا فیض اللہ کی محبت بھری رفاقت سفر کو مزید لطیف بناتی رہی۔ نمازِ عصر کے لیے مولانا رفیق الاسلام نے ایک خوبصورت ریسٹورنٹ پر رُکنے کا حکم فرمایا، وہاں عصر کی نماز ادا کی۔ تھوڑی ہی مسافت طے ہوئی تھی کہ دوبارہ گاڑیاں روک لی گئیں۔ اس بار حضرت پیر جی نے بنگال کی مشہور سوغات ڈاب (ناریل کا پانی) سے قافلے کی خاطر تواضع کی۔ وہ میٹھا، ٹھنڈا، فطرت کا تحفہ جیسے سفر کی تھکن کو دھو کر نئی تازگی عطا کر گیا۔ یہیں ایک چھوٹی سی مسجد میں نمازِ مغرب ادا کی گئی۔ پھر قافلہ ایک بار پھر تاریکیوں میں ڈوبا مگر دلوں میں روشنی لیے آگے چل پڑا۔ رات کے دس بجے کے قریب جب ہم ضلع کہلنہ کے ”جامعہ العربیہ خادم الاسلام“ گملاپور پہنچے تو منظر دیدنی تھا۔ بزرگ، نوجوان، بچے بوڑھے سب دیدار اور استقبال کے لیے جمع تھے۔ ہمارے قافلے کی ایک گاڑی یہاں پہلے پہنچ چکی تھی، جس میں مولانا محمد معاویہ اور دوسرے رفقاء تھے، مولانا محمد معاویہ کا بیان جاری تھا، ہمارے پہنچتے ہی لذیذ کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سید کفیل بخاری، مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری اور راقم الحروف نے خطابات کیے۔ اور آخر میں دعا صاحبزادہ مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی نے کرائی۔ رات کو یہیں قیام کیا۔

۱۷؍نومبر ۲۰۲۵ء: فجر کی اذان کے ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔ دیہات کے اس پُرسکون علاقے میں ہلکی سردی کا موسم تھا۔ طلبہ نے پہلے سے ہی گرم پانی تیار کر رکھا تھا اور وضو کرانے کے لیے چاق و چوبند کھڑے تھے۔ نمازِ فجر کے بعد تھوڑی دیر مزید آرام کا موقع ملا۔ پھر ٹھیک آٹھ بجے ناشتہ کرنے کے بعد مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری مدظلہ نے طلبہ کو حدیث شریف کا درس دیا اور اجازت حدیث بھی مرحمت فرمائی۔ دعا کے بعد حضرت صاحبزادہ پیر عزیز الرحمن رحمانی دامت برکاتہم نے کراچی سے لائے ہوئے تحائف طلبہ میں تقسیم فرمائے، اور ہم نے سندر بن کی جانب دوبارہ سفر شروع کیا۔ راستے میں سڑک کے دونوں جانب دلکش مناظر پھیلے ہوئے تھے، کیلے اور ناریل کے گھنے درخت، مچھلی اور جھینگوں کی فارمنگ کے وسیع تالاب، چاول اور مختلف اجناس کی لہلہاتی فصلیں، اور ان میں چرتے ہوئے چوپائے۔۔۔ جبکہ سڑک پر بھاگتے دوڑتے بچے اس منظر کو اور بھی حسین بنا رہے تھے۔ کتنا دل موہ لینے والا نظارہ تھا۔ تقریباً دس کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد ہم ”کمدکو“ سمندر پہنچے، جہاں سے لانچ کے ذریعے سندر بن کی طرف روانہ ہوئے۔ لانچ میں سفر کے دوران پھلوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ڈیڑھ گھنٹے کے سفر کے بعد مختلف جزیروں اور سرسبز کھیتوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہم سندر بن پہنچے۔ راستے میں آرمی کی چیک پوسٹ پر پاس بنوایا اور پھر سندر بن ”کولاگاسی پارک“ پہنچے، جہاں نمازِ ظہر ادا کی۔ نماز کے بعد پیدل ٹریک پر واک کا مرحلہ آیا۔ قدرت کے حسین اور دلفریب نظاروں نے دل خوش کر دیا۔

مغرب کے بعد ”جامعہ السنۃ

دارالعلوم پائک گاسا، کہلنہ'' پہنچے۔ مغرب کی نماز کے بعد اس ادارہ میں کھانا کھایا، مدرسہ دیکھنے اور دعا کے بعد یہاں سے نکلے، راستہ میں گزرتے ہوئے ''جامعۃ الابرار اسلامیہ، کہلنہ'' کے لئے گاڑیوں میں بیٹھے بیٹھے دعا کی، اس کے بانی بھی مولانا ابوالحسنؒ تھے، اس کے بعد مولانا رفیق الاسلام کے آبائی گاؤں گانگنی'' جامعہ اسلامیہ مدرسہ و مسجد'' کے لئے روانہ ہوئے۔ مسجد کی تعمیر بہت ہی خوبصورت و پُرشکوہ تھی، جسے ہمارے راہبر مولانا رفیق الاسلام نے اپنی خاص محنت وکمائی سے بنوائی، اس مدرسہ کے بانی مولانا کے والد مولانا ابوالحسنؒ تھے، جنہیں بنگلہ دیش کی بزرگ شخصیت حضرت مولانا شمس الحق فریدپوری نے یہاں بھیجا تھا جو حضرت بنوریؒ کے ہم سبق وساتھی تھے۔ اس مدرسہ کے موجودہ مہتمم مولانا رفیق الاسلام ہیں، اس کے نگران مولانا محمد ابو صالح ہیں۔ اس ادارہ میں چھ سو کے قریب طلبہ رہائش پذیر ہیں، جن کے کھانے کا انتظام اہل محلہ ہی کرتے ہیں۔ یہ محلہ تقریباً اٹھارہ سو گھروں پر مشتمل ہے، جس میں اٹھارہ کے قریب مساجد ہیں اور یہ مسجد اس محلہ کی مرکزی اور بڑی مسجد ہے۔ یہ مدرسہ چار ایکڑ رقبہ پر ہے۔ مسجد اور دارالقرآن کے درمیان مولانا رفیق الاسلام کے والد کی قبر ہے، جس کے بارہ میں بتایا گیا کہ مولانا کے والد نے یہ جگہ خرید کر اپنی قبر کے لئے مختص کر رکھی تھی، جس میں ان کی تدفین کی گئی۔ اس مسجد و مدرسہ کو دیکھنے اور یہاں کے علماء کرام سے ملاقات کے بعد'' جامعہ (بھوپانی پور) اسلامیہ اسلام پور، گوپال گنج'' کے لئے روانہ ہوئے، وہاں تقریباً رات ساڑھے گیارہ بجے پہنچے، جہاں ہماری ملاقات (گوپال گنج، یہ حسینہ واجد کا علاقہ ہے) حضرت مولانا مفتی شعیب جو کہ تحفظ ختم نبوت کے امیر ہیں، اور دوسرے علماء کرام کے ساتھ ہوئی اور یہیں پر عشا کی نماز ادا کی۔ اس ادارے کے پہلے مہتمم و بانی حضرت مولانا مفتی ابوالخیر ابراہیم تھے۔ موجودہ مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل ہیں، یہاں کھانا کھایا، دعا کی۔ اس کے بعد رات کو تقریباً ایک بجے ڈھاکا کے لئے روانہ ہوئے، صبح پونے پانچ بجے ''المرکز الاسلامی'' ڈھاکا پہنچے، صبح کی نماز کے بعد آرام کیا۔ گیارہ بجے ناشتہ کیا۔ یہیں سے مولانا سید احمد یوسف بنوری مدظلہ، مفتی تقی الدین شامزی اور مولانا رضاء اللہ اپنی اپنی ترتیب پر اس قافلے سے الگ ہوگئے اور اگلے دن سید کفیل بخاری اور ان کے بیٹے مولانا سید عطاء المحسن بھی پاکستان کے لیے روانہ ہوئے۔

۱۸؍نومبر.... چاٹگام کے لئے صبح سویرے نکلے، بنگلہ دیش کی ٹریفک کا نظام ہماری توقعات سے بھی زیادہ دُشوار نکلا، شہر سے ہائی وے تک پہنچنے میں جو سفر پندرہ منٹ کا تھا، وہ دو گھنٹے میں طے ہوا۔ راستہ میں تین گھنٹے کے بعد ایک خوبصورت ہوٹل میں نماز پڑھی اور کھانا کھایا، جس کی ضیافت مولانا رفیق الاسلام کی جانب سے تھی، اس کے بعد آگے روانہ ہوئے، عشاء کی اذان کے وقت ہم ہاٹھ ہزاری کے علاقے میں داخل ہو رہے تھے۔ یہاں ہماری جامعہ کے قدیم فاضل مولانا جسیم الدین، جو حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے خصوصی شاگرد اور حضرت مولانا امداد اللہ دامت برکاتہم (ناظمِ تعلیمات: جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن) کے کلاس فیلو بھی رہ چکے تھے، نے اپنے مکاتبِ قرآنیہ کے مرکزی دفتر میں پُرتپاک استقبال کیا۔

تعارف کے دوران مولانا نے بتایا کہ پورے ملک میں ان کے ۳۰ ہزار مکاتب کام کر رہے ہیں، جن میں مجموعی طور پر ۷۰ لاکھ طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔ پانچویں جماعت تک بنیادی تعلیم بنگلا، عربی اور انگریزی میں دی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تربیۃ المعلّمین کا دو ماہ کا کورس پورے ملک کے ۱۲ مقامات میں مسلسل جاری رہتا ہے۔ اور ہر کورس میں سیکڑوں علمائے کرام شریک ہوتے ہیں۔ بقول ان کے: اس سب کے باوجود بھی مزید معلّمین کی ضرورت باقی رہتی ہے، اور اہلِ علم کی مسلسل ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

یہاں معلّمین کے تقریباً پانچ سو افراد کے مجمع سے راقم الحروف نے بیان کیا اور صاحبزادہ مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی نے دعا کرائی، دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

اس کے بعد مولانا جسیم الدین صاحب نے اپنے گھر ہماری ضیافت کی۔ ہر تھوڑی دیر بعد وہ ادب سے معذرت کرتے ہوئے مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی سے بار بار کہتے: ''میرے استاد زادے تشریف لائے ہیں، میں خدمت ویسی نہ کر سکا جیسی کرنی چاہیے تھی۔''

گفتگو کے دوران انہوں نے اپنے

استاد حضرت مفتی احمد الرحمٰن قدس سرہ کا ایک دلنشین واقعہ سنایا کہ طالبِ علمی کے زمانے میں فجر سے قبل ان کی والدہ نے فون کیا۔ خادم نے جا کر بتایا کہ مولانا اپنے کمرے میں موجود نہیں۔ اس پر مفتی صاحبؒ نے فوراً فرمایا: ’’میاں! وہ اس وقت مسجد کے صحن میں ہوگا!‘‘ مولانا جسیم الدین کہتے ہیں کہ مجھے بے حد تعجب ہوا کہ استاد کو اس دن اور اس وقت میری موجودگی کی کیفیت کا کیسے علم ہوا! یہ سن کر مجھے اپنے شیخ کی بات یاد آئی کہ وہ فرمایا کرتے تھے: ’’مجھے خوب معلوم ہے کہ کون سا طالبِ علم تہجد میں اٹھتا ہے۔‘‘

وہیں پر مولانا محمد کلیم اللہ (نگران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع جنوبی کراچی) کے والد سے ملاقات ہوئی، پھر ہم بنگلہ دیش کے سب سے بڑے ’’جامعہ الاھلیۃ معین الاسلام ہاٹھ ہزاری‘‘ میں گئے، جس کے صرف دورۂ حدیث میں ۳۲۰۰ طلبا ہیں، ساڑھے آٹھ ہزار طلبا اس ادارہ میں مقیم ہیں، موجودہ مہتمم مولانا خلیل الرحمٰن قریشی قاسمی ہیں۔ یہاں ان کے سالانہ جلسہ کی تیاری چل رہی تھی، بتایا گیا کہ جلسہ تین دن رہتا ہے۔ اس ادارہ کے دارالاقامۃ، جامعہ کے تالاب اور وسیع وعریض مسجد کو دیکھا، اس جامعہ کے ایک کونہ میں دوسرے اکابر کے ساتھ حضرت مفتی عبدالسلام چاٹگامیؒ کی قبر بھی ہے، وہاں گئے ان حضرات کی قبور پر فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد اگلی منزل کے لیے بنگلہ دیش کے دوسرے نمبر کے ’’مدرسہ جامعہ اسلامیہ پٹیہ‘‘ کے لیے روانہ ہوئے، جہاں قاری احمد الحق صاحب جو جامعہ بنوری ٹاؤن کے فاضل اور سابق استاذ ہیں، وہ اس ادارہ میں استاذ ہیں، انہوں نے ہمارا استقبال کیا۔ اس ادارہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوطاہر قاسمی ندوی جو بزرگ شخصیت ہیں۔ دوپہر سے عشا تک اس قافلہ کے انتظار کے بعد گھر تشریف لے جا چکے تھے۔ اس ادارہ میں ایک ہزار کے قریب دورۂ حدیث کے طلبا ہیں اور کُل طلبا کی تعداد چھ ہزار ہے۔ مولانا احمد الحق اور ان کے خدام نے ضیافت کی۔ وہاں سے اگلی منزل کے لئے روانہ ہوئے۔ رات تقریباً تین بجے مفتی نورالحق صاحب کے مدرسہ ’’جامعہ اسلامیہ فینی‘‘ میں پہنچے، وہاں رات کا قیام کیا۔

۱۹؍نومبر.... صبح کی نماز ادا کی، کچھ دیر آرام کے بعد ناشتہ کیا اور اس کے بعد دورۂ حدیث کے طلبہ میں تحفظ عقیدہ ختم نبوت پر راقم الحروف کا بیان ہوا، اس کے بعد فینی سے ڈھاکا کے لئے روانہ ہوئے اور رات کو تقریباً نو بجے ’’المرکز الاسلامی‘‘ ڈھاکا پہنچے۔ رات قیام کیا، صبح کی نماز ادا کی، گیارہ بجے ناشتہ کیا۔

۲۰؍نومبر.... دن بھر آرام کیا، کیونکہ کئی دنوں سے مسلسل تھکا دینے والا سفر کیا تھا، عصر کے بعد ’’المرکز الاسلامی‘‘ ڈھاکا سے نکلے، مغرب کے بعد ’’جامعہ عربیہ، محمد پور‘‘ گئے، جس کے مہتمم وفاق المدارس کے ناظم حضرت مولانا محفوظ الحق اور ان کے بھائی مولانا مامون الحق نے استقبال کیا۔ اس جامعہ کے شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل و متخصص مولانا حفظ الرحمٰن ہیں، اس ادارہ میں اکرام کیا گیا، یہاں بھی طلبہ میں عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر راقم الحروف کا بیان ہوا۔ اس کے بعد ’’المرکز الاسلامی‘‘ کے بانی مولانا شہید الاسلامؒ کے مدرسہ منش گنج میں گئے، عشا کی نماز وہاں پڑھی، یہاں ایک بہت بڑا ادارہ ہے، جہاں بنین و بنات دونوں کے لئے تعلیم کا انتظام ہے، ایک بہت بڑا اور خوبصورت مہمان خانہ اور مرکزی آفس بھی یہاں ہے، حضرت مولانا کی آخری آرام گاہ بھی یہیں ہے، ان کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور یہیں پر رات کا کھانا کھایا، رات بارہ بجے کے قریب واپس ’’المرکز الاسلامی‘‘ آئے۔ (جاری ہے)

فیروز کامیاب ہوگیا

اسود عنسی یمن کے علاقے صنعا کا رہنے والا تھا، عنس قبیلے کا سردار تھا، اس لئے عنسی کہا جاتا ہے۔ حدیث میں اسے صاحبِ صنعا کہا گیا ہے۔ اس کا نام عیہلہ تھا، چونکہ بہت کالا تھا، اس لئے اسود نام پڑ گیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمن کے گورنر کو قتل کر کے پورے یمن پر قبضہ کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو اس کے خاتمے کے لئے بھیجا اور حضرت فیروز نے اسود عنسی کے گھر میں نقب لگا کر اس کا خاتمہ کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ بات بتاتے ہوئے فرمایا: ’’فاز فیروز‘‘ (فیروز کامیاب ہوگیا)، اس طرح ایک جھوٹے مدعی نبوت کے خاتمے پر بارگاہِ رسالت سے حضرت فیروز دیلمیؓ نے کامیابی کی سند حاصل کی۔ (انتخاب:... ابوفضالہ احمد خان)

تحریک ختم نبوت..... منزل بہ منزل

قسط:۱۳

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری اللہ یار ارشد کا اغوا اور رہائی:

جامع مسجد احرار ربوہ کے خطیب مولانا قاری اللہ یار ارشد کو قادیانیوں نے اغوا کیا۔ مسلمانوں کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے موصوف کو رہائی دلائی اور انہیں چنیوٹ کے ہسپتال میں داخل کرادیا گیا اور اس سلسلہ میں چنیوٹ میں ہڑتال رہی۔ حالات کی سنگینی کے پیش نظر ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی جھنگ چنیوٹ پہنچ گئے۔ تفصیلات کے مطابق قاری اللہ یار ارشد لالیاں کے تبلیغی دورہ سے واپس آرہے تھے کہ راستہ میں اغوا کرلئے گئے۔ مسلمانوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے کوٹھی کا گھیراؤ کرلیا اور پولیس بھی موقع پر پہنچ گئی، جس نے قادیانیوں کے چنگل سے مولانا کو رہائی دلائی۔ مولانا تشدد کی وجہ سے زخمی تھے اور انہیں چنیوٹ کے فضل الٰہی ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ ان کو اغوا کرنے والوں میں عبدالعزیز بھانبھڑی، حکیم خورشید احمد، امجد مجید، مبارک علی، محمود احمد شامل ہیں۔ مذکورہ بالا اشخاص نے ان کو دھمکی دی کہ اگر انہوں نے قادیانیوں کے خلاف تبلیغی سرگرمیاں ترک نہ کیں تو ان کا حشر بھی اسلم قریشی جیسا ہوگا اور لاش کا پتہ نہیں چلے گا۔

(روزنامہ امروز ملتان، ۲۸؍جون ۱۹۸۴ء)

قادیانی ہیڈکوارٹر لندن منتقل:

فیصل آباد.... (۱۰؍ جولائی) نمائندہ نوائے وقت قادیانیوں نے اپنا ہیڈکوارٹر ربوہ سے لندن منتقل کرلیا اور لندن میں جگہ کے حصول کے لئے چار لاکھ پونڈ کی رقم مختص کردی گئی۔ نیز لندن سے اخبار شائع کرنے کا بھی فیصلہ کرلیا ہے۔ نیز آہستہ آہستہ ربوہ سے لندن منتقل ہونا شروع کردیا ہے۔ نیز قادیانیت کی تبلیغ کے لئے کیسٹوں کا ذریعہ استعمال کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ فی الفور پانچ سو کیسٹوں کی خریداری کے لئے بارہ لاکھ روپے کی منظوری دی گئی ہے، کھلے عام تبلیغ پر پابندی کی وجہ سے آئندہ بجٹ میں کیسٹوں کی خریداری کے لئے ڈھائی لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ یہ فیصلہ قادیانیوں کے حال ہی منعقد ہونے والے اجلاس میں کیا گیا۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۱؍جولائی ۱۹۸۴ء)

۱۲؍ جولائی..... قادیانیوں نے اپنا ہیڈکوارٹر لندن منتقل کرنے کے بعد بیرون ملک قادیانی لیڈروں اور بیرونی طاقتوں سے مشورے بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا طاہر کی ہدایت پر قادیانی مشن نے بیرونی دنیا میں پاکستان کے قادیانی ''مظلومیت'' کا تاثر دینے کے لئے پروپیگنڈا مہم تیز کردی ہے اور اس سلسلہ میں خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ مرزا طاہر کی براہِ راست نگرانی میں جاری اس پروپیگنڈا مہم میں قادیانیوں سے متعلق حالیہ آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد قادیانیوں کو قتل کرنے اور بڑے پیمانے پر تشدد کا نشانہ بنانے کی فرضی داستانیں بیان کی جارہی ہیں اور اس مقصد کے لئے بعض بین الاقوامی پلیٹ فارم استعمال کئے جارہے ہیں۔ قادیانی لیڈروں کی طرف سے اقوام متحدہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی انسانی حقوق کی کانفرنس میں بھی پاکستان میں قادیانیوں کی ''مظلومیت'' کا مسئلہ اٹھانے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ جنیوا میں آئی ایل او کے زیر اہتمام ہونے والی کانفرنس کے ذرائع سے معلوم ہوا کہ نائیجیریا کے محنت کشوں کے وفد میں شامل قادیانیوں کے وفد نے پاکستان میں نافذ ہونے والے حالیہ آرڈی نینس اور قادیانیوں پر فرضی مظالم کے خلاف کنونشن کے ورکرز گروپ میں ایک قرارداد پیش کی تھی۔ پاکستانی وفد نے اس کی شدید مخالفت کی اور چیئرمین سمیت گروپ کے ارکان کو حقائق سے آگاہ کرکے قرارداد منظور کرانے کو ناکام بنادیا۔ کانفرنس کے ایک ذریعہ نے یہ خوفناک انکشاف کیا ہے کہ جنیوا میں پاکستانی سفارت خانے میں ایک اعلیٰ عہدیدار بھی قادیانی ہے، جو پاکستانی قادیانیوں کی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنے میں پیش پیش ہے۔

(روزنامہ جسارت کراچی، ۱۳؍جولائی ۱۹۸۴ء)

قاری اللہ یار ارشد پر قادیانی تشدد:

مجلس احرار اسلام کے راہنما جامع مسجد احرار کے خطیب مولانا اللہ یار ارشد کو اپنے مرکز جاتے ہوئے جھاڑیوں میں چھپے قادیانیوں نے اغوا کرنے کی کوشش کی اور انہیں تشدد کا نشانہ بنایا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا مفتی احمد الرحمٰن اور دوسرے راہنماؤں نے قاری اللہ یار ارشد پر تشدد کی بھرپور مذمت کی اور عبدالعزیز بھانبھڑی اور دوسرے غنڈہ عناصر کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔

پنجگور میں مکران ڈویژن کے علماء کرام کا اجلاس:

مکران ڈویژن کے تینوں اضلاع کے علماء کرام کا اجلاس مولانا رحمت اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں تینوں اضلاع کے علماء کرام نے صدر مملکت کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس پر مؤثر عملدرآمد کا مطالبہ کیا۔ نیز اجلاس میں بتایا گیا کہ ساڑھے چار سو سال سے یہاں ایک فتنہ ذکریوں کا بھی موجود ہے، انہوں نے کوہِ مراد پر اپنا کعبہ بنایا ہوا ہے۔ اس کا باقاعدہ طواف کرتے ہیں۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود علی الاعلان شعائر اسلام استعمال کرنا شروع کردیا ہے۔ نیز انہوں نے کوہِ مراد پر قائم اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دے دیا ہے۔ نیز زکوٰۃ کمیٹیوں میں انہیں ممبر کے طور پر لے لیا گیا ہے۔ نیز انہیں مستحق زکوٰۃ قرار دیا جارہا ہے، جبکہ پوری امت اس پر متفق ہے کہ غیر مسلموں کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ انہیں زکوٰۃ کمیٹیوں سے فوراً نکالا جائے۔ (ہفت روزہ ختم نبوت، ج:۳،ش:۷، ۲۰ تا ۲۶ رجولائی ۱۹۸۴ء)

ربوہ میں نومسلم پر قاتلانہ حملہ:

۲۵ر اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک نومسلم محمود الحسن پر مبشر احمد بھٹی سکنہ دارالرحمت غربی نے قاتلانہ حملہ کیا اور نومسلم کو دھمکی دی کہ اگر اس نے دوبارہ احمدیت قبول نہ کی تو اسے قتل کردیا جائے گا۔ محمود الحسن نے بمشکل جان بچا کر پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس موقع پر پہنچ گئی اور ملازم کو خنجر سمیت گرفتار کرلیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا بشیر احمد سکھر نے قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی جارحانہ سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ مرکزی مسجد سکھر کے خطیب مولانا خلیل احمد بندھانی نے جمعۃ المبارک سے پہلے تقریر کرتے ہوئے ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مولانا محمد اسلم قریشی، مولانا محمد اشرف ہاشمی کو جلد از جلد بازیاب کیا۔

حافظ منیر احمد ٹالہی کو قتل کی دھمکیاں:

مجلس تحفظ ختم نبوت ٹالہی سندھ کے راہنما حافظ منیر احمدؒ نے گورنر سندھ جناب جیانداد کو درخواست بھیجی جس میں لکھا کہ میں ۳۰ر جون ۱۹۸۴ء کو دوپہر سوا ایک بجے گھر سے بازار جارہا تھا کہ ایک سرخ رنگ کی جیپ جس میں مظفر ولد منور قادیانی، منور ولد سیٹھ سلطان قادیانی سوار تھے، میرے گھر کے قریب آکر رکی اور کہا تیرا حشر اسلم قریشی جیسا کریں گے۔ حافظ منیر احمد نے کہا کہ قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیوں کا سدباب کیا جائے، اور ان کی جان، مال عزت و آبرو کا تحفظ کیا جائے۔ موصوف نے اس درخواست کی کاپیاں ان افسران ہوم سیکریٹری سندھ، آئی جی پولیس سندھ، ڈپٹی مارشل لا ایڈمنسٹریٹر حیدرآباد، ڈی آئی جی حیدرآباد ڈویژن اور سب مارشل لا ایڈمنسٹریٹر تھرپارکر کو بھی بھیجیں۔

مرزا کرامت اللہ کے خلاف مقدمہ:

۶ر جون ۱۹۸۴ء کو ایک قادیانی دکاندار کرامت اللہ، جناب عزیز الرحمٰن کی کپڑے کی دکان میں داخل ہوا اور اسے تبلیغ کرتے ہوئے کہا کہ تم مسلمان کہلانے والے زانی و شرابی ہو اور قادیانیت کو اصل اور سچا مذہب کہا، اس پر عزیز الرحمٰن کلاتھ مرچنٹ نے اسے ایسا کہنے سے روکا اور کہا کہ قادیانی مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، آئندہ آپ لوگ نہ تو میری دکان میں آئیں اور نہ ہی ''السلام علیکم'' کہیں، کیونکہ یہ اسلامی شعائر ہیں اور قادیانی آئین پاکستان کی رو سے کافر ہیں اور تعزیراتِ پاکستان کی رو سے اسلامی شعائر استعمال نہیں کرسکتے۔ جب اس نے شعائر اسلامی استعمال کرنے پر اصرار کیا تو پولیس کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک وفد ملا اور ایف آئی آر درج کرنے پر اصرار کیا اور تقاضا کیا تو پولیس نے روایتی ٹال مٹول سے کام لے کر ٹالنے کی کوشش کی تو وفد کے اصرار کے بعد ایف آئی آر درج کردی گئی اور اسے گرفتار کرلیا گیا۔ (ہفت روزہ ختم نبوت، ج:۳،ش:۸، ۲۷ر جولائی تا ۲ر اگست ۱۹۸۴ء)

قادیانیوں کے صد سالہ جشن کے لئے بارہ کروڑ روپے کا فنڈ:

چنیوٹ (۲۲ر مئی) باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ قادیانیوں نے اپنے صد سالہ جشن

کے لئے بارہ کروڑ روپے کا فنڈ مختص کیا ہے اور اس کے لئے وسیع وعریض انتظامات شروع کر دیئے گئے۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۲۲؍مئی ۱۹۸۴ء)

نفاذِ اسلام میں بڑی رکاوٹ:

بہاولپور (اسٹاف رپورٹر) مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی صدر مولانا خان محمد نے یہاں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نفاذِ اسلام میں بڑی رکاوٹ کلیدی اسامیوں پر قابض قادیانی ہیں، لہٰذا انہیں ”کی پوسٹوں“ سے الگ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ آرڈی نینس کے تحت قادیانی اپنی عبادت گاہوں کو مساجد نہیں کہہ سکتے، بایں ہمہ وہ اپنی عبادت گاہیں مساجد کے نام سے اور محراب ومینار کے ساتھ تعمیر کرتے ہیں۔ مساجد کی طرز پر عبادت گاہوں کی تعمیر پر پابندی عائد کی جائے۔ نیز ان کی تربیت یافتہ مسلح تنظیموں خدام الاحمدیہ وغیرہ پر پابندی عائد کی جائے۔ مولانا اسلم قرشی کی بازیابی کے لئے قائم کی گئی کمیٹی پر عدم اعتماد کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جب تک قادیانیوں کے مرکزی ذمہ داروں کو شامل تفتیش نہیں کیا جاتا اس وقت تک ان کی بازیابی ناممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

(روزنامہ سیادت بہاولپور، ۱۶؍اگست ۱۹۸۴ء)

وفاقی شرعی عدالت میں قادیانیوں کی درخواستیں مسترد:

لاہور (اسٹاف رپورٹر) امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے خلاف قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں رٹ دائر کی۔ جس پر جسٹس آفتاب حسین، جسٹس فخر عالم، جسٹس چوہدری محمد صدیق، جسٹس ملک غلام علی، جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی پر مشتمل فل بینچ نے اکیس روز تک قادیانیوں کی رٹ کی سماعت کی اور عدالت نے کہا کہ قادیانیوں کی طرف سے یہ الزام کہ حالیہ آرڈی نینس کے ذریعہ قادیانیوں کو ان کے مذہب پر عملدرآمد سے روکا گیا ہے، جو قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ عدالت نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مسیح موعود، مہدی معہود کہیں یا اپنی عبادت گاہیں مسجد کے طرز پر بنائیں، آرڈی نینس کی رو سے اور قرآن سنت کے دلائل کے رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی کہنا اور اس کی نبوت کی تبلیغ کرنے سے روکا گیا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلہ میں کہا کہ مذکورہ آرڈی نیس ۱۹۷۴ء کی میں کی جانے والی آئینی ترمیم کا نتیجہ ہے۔ اس ترمیم میں قادیانیوں اور دوسرے مرزائی گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ اسی طرح آئین کے مطابق قادیانیوں کو منع کر دیا گیا ہے کہ وہ خود کو مسلمان قرار نہ دیں، اپنی عبادت گاہوں کو مسجد اور عبادت کے لئے بلانے کے لئے اذان نہ دیں، کیونکہ مسجد اور اذان کی اصطلاح صرف مسلمان استعمال کر سکتے ہیں۔ قادیانیوں کی جانب سے ان اصطلاحات کا استعمال قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے کے مترادف ہے۔ قادیانیوں کی طرف سے مسجد اور اذان کا استعمال مسلمانوں کو دھوکا دے سکتا ہے کہ وہ غیر مسلم عبادت گاہ میں غیر مسلم امام کے پیچھے نماز پڑھ لیں، قادیانیوں کو منع کرتا ہے۔ اس طرح قادیانیوں کا اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق قطعی متاثر نہیں ہوتا۔ اسلامی شخصیات کے لئے مخصوص الفاظ، القاب اور اصطلاحات سے منع کرنا کسی طرح بھی ان کے مذہب میں مداخلت کے مترادف نہیں۔ احمدیوں کی جانب سے امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، یا مرزا کی بیوی کے لئے ام المومنین کے القاب کا استعمال احمدیوں کو مومن یا مسلمان ظاہر کرنے کے مترادف ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے القاب صرف رسول اللہ کے ساتھیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اسی طرح سے اہل بیت کا لفظ صرف رسول اللہ کے خاندان کے لئے مخصوص ہے۔ ان القابات کا احمدیوں کی جانب سے استعمال نہ صرف یہ کہ مسلمان کے جذبات کو مجروح کرتا ہے بلکہ بالواسطہ طور پر احمدیوں کو مسلمان ظاہر کرنے کے مترادف ہے۔ احمدیوں کو ان کے استعمال سے منع کرنا احمدیوں کو ان کے مذہب میں مداخلت کے مترادف نہیں ہے۔ احمدیوں کو ان کے مذہب کی تبلیغ سے منع کرنا، قرآن وسنت کے منافی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ احمدی (قادیانی) خود کو مسلمان ظاہر نہ کریں، کیونکہ ان کی تبلیغ کی حکمت عملی یہی ہے کہ وہ تبلیغ کرتے ہیں کہ احمدی ازم اپنانے سے مسلمان مسلم ہی رہتے ہیں، اور یہ آئین کے منافی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے ان درخواستوں پر اکیس روز تک سماعت کی۔ پروفیسر قاضی مجیب الرحمٰن، پروفیسر محمد طاہر القادری، پروفیسر محمد اشرف، مولانا تاج الدین حیدری، علامہ مرزا یوسف حسین، علامہ صدرالدین الرفاعی، پروفیسر محمود احمد غازی نے اس مسئلہ میں عدالت کی معاونت کی۔ وفاقی حکومت کی طرف سے ان درخواستوں کے خلاف ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ اور حاجی شیخ غیاث الدین نے کیس کی پیروی کی۔ (جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

خطبہ جمعۃ المبارک:

جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد محمود ریلوے اسٹیشن فیصل آباد میں دیا، جس کے بانی مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ تھے۔ قیام پاکستان سے پہلے ایک تھڑہ پر اس کا آغاز کیا۔ مسجد کی تعمیر جدید آپ کے فرزند ارجمند اور اکلوتے بیٹے صاحبزادہ طارق محمودؒ نے کی۔ صاحبزادہ طارق محمودؒ ۱۹۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ اسکول کی تعلیم والد محترم کے قائم کردہ اسکول طارق مسلم اسکول جناح کالونی میں حاصل کی، جبکہ گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے بی اے کیا۔ بی اے کرنے کے بعد کپڑا بُننے کی پاورلومیں لگائیں۔ کامیاب نہ ہوسکیں تو جامع کلاتھ مارکیٹ میں ہول سیل کپڑے کی دکان بنائی، جو ۱۹۸۴ء تک رہی۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ کی وفات کے بعد مسجد، ''لولاک'' کو سنبھالا اور پھر لولاک کو ہفت روزہ کے بجائے ماہنامہ کرکے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے سپرد کر دیا۔ ۱۲؍دسمبر ۲۰۰۶ء کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ مبشر محمود سلمہ نے مسجد کا نظم سنبھالا۔ مشرقی دروازے کے ساتھ دو خوبصورت کمرے تعمیر کرائے، ایک کمرہ پر مرکز ختم نبوت تحریر کرایا۔ ۷؍نومبر کو راقم نے اسی دفتر میں قیام وآرام کیا۔

ٹیکسلا کا سفر:

۸؍نومبر کو ناشتہ کرکے ٹیکسلا کا سفر کیا۔ عصر کی نماز کے بعد ٹیکسلا کے دینی ادارہ جامعہ ابن عباس میں اساتذہ وطلبا میں بیان ہوا۔ جامعہ کہسار کالونی میں واقع ہے۔ جامعہ کا آغاز ۲۰۱۴ء میں مولانا مفتی محمد ایاز مدظلہ نے کیا۔ جامعہ میں ۴۵۰ طلبا زیر تعلیم ہیں، دورۂ حدیث شریف اور تخصص سمیت تمام درجات ہیں، نیز میٹرک تک عصری تعلیم دی جاتی ہے۔ تحفیظ قرآن پاک کی تین کلاس ہیں۔ نیز ایک کلاس باقاعدہ تجوید قرآن کی بھی ہے۔ ۲۴ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۴۵۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ جامع مسجد خالد ابن ولید جمیل آباد ٹیکسلا میں مغرب کے بعد بیان ہوا، جبکہ عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد عثمان غنی حسین آباد میں بیان ہوا۔ ان پروگراموں کا انتظام وانصرام مولانا حبیب الحق نے ٹیکسلا مجلس کے امیر مولانا محمد زکریا قریشی کے مشورہ سے کیا۔

صوابی ختم نبوت اجتماع میں شرکت:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوابی کے زیر اہتمام ۷ تا ۹؍نومبر کو سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ سالانہ ختم نبوت اجتماع میں بہت سارے معاملات لائق تقلید وتبریک ہیں۔ اجتماع میں زیادہ تر بیانات پشتو میں ہوئے، لیکن دیگر علماو مبلغینِ پنجاب نے اردو زبان میں بھی بیانات کئے: شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا رضوان العزیز، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد زکریا قریشی ٹیکسلا کے بیانات اردو زبان میں ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم پابہ رکاب تھے کہ اچانک آپ کا ڈرائیور بیمار ہوگیا اور آپ تشریف نہ لے جا سکے اور آپ نے ۹؍نومبر کی صبح کو راقم کو فون پر فرمایا کہ میرا عذر پیش کر دیں۔ صوابی ختم نبوت اجتماع سے فارغ ہوکر راقم نے ساہیوال کا سفر کیا۔ عشاء کی نماز مولانا قاری عبدالجبار ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے مدرسہ جامعہ محمدیہ میں ادا کی، رات کا قیام وآرام بھی جامعہ محمدیہ چک ۶/۸۵ آر ساہیوال میں رہا۔ جامعہ علوم شرعیہ جس کے بانی مولانا مقبول احمدؒ، علامہ غلام رسولؒ تھے۔ مولانا مقبول احمدؒ کے فرزند ارجمند مولانا طارق مسعود مدظلہ اب مہتمم ہیں۔ ۱۰؍نومبر کو عصر کی نماز سے قبل اساتذۂ کرام اور طلبا میں بیان ہوا۔ کُل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر کی دعوت دی۔ درجہ رابعہ سے دورۂ حدیث تک طلبا میں سے بیس سے زائد طلبا نے کورس میں شرکت کے لئے وعدے کئے اور نام لکھوادیئے۔

مرکزی جامع مسجد میں مولانا شجاع

آبادی کا بیان:

مرکزی جامع مسجد بلاک ۱۲ چیچہ وطنی میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۱۲/ نومبر کو ظہر کی نماز کے بعد طلبا اور نمازیوں سے خطاب کیا اور طلبا کو چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ چیچہ وطنی کی بنیاد مولانا غلام محمدؒ نے ۱۹۱۸ء میں رکھی۔ آپ ۱۹۶۰ء تک مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا حافظ عبدالصمدؒ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۹۰ء تک امام وخطیب رہے۔ اس دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نامور مبلغ و خطیب مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ بھی خطابت کے جواہر پارے بکھیرتے رہے۔ مولانا عبدالاحدؒ کے بعد آپ کے برادر خورد مولانا عبدالواحد مبعوث مدینہ یونیورسٹی بھی خطیب رہے اور مدینہ یونیورسٹی کی طرف سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ بھی رہے۔ مولانا عبدالواحد نے ۱۹۹۵ء میں انتقال فرمایا۔ اس دوران شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ارشادؒ بھی خطیب رہے۔ موصوف پنجابی زبان کے منجھے ہوئے خطیب تھے۔ مختصر اور جامع گفتگو فرماتے۔ ۱۹۹۵ء سے مولانا عبدالواحد کے فرزند ارجمند مولانا مفتی عبیدالرحمٰن امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مسجد سے ملحقہ ’’جامعہ اسلامیہ‘‘ کے نام سے مدرسہ بھی ہے، جس میں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ مولانا محمد ارشادؒ کے فرزند ارجمند مولانا ریاض احمد شیخ الحدیث ہیں۔ تعمیر وترقی کی نگرانی پروفیسر جاوید احمد فرمارہے ہیں۔ موصوف نے اپنی جوانی کی بہترین صلاحیتیں ترقی وتعمیر کے لئے وقف کی ہوئی ہیں۔ ۱۲/ نومبر کو ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ چک نمبر ۹/۱۲۔ ایل میں عشاء کی نماز کے بعد پیر جی مولانا حفظ الرحمٰن مدظلہ کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تفصیلی بیان ہوا۔

جامعہ رشیدیہ ساہیوال:

جامعہ قدیمی مجاہد ادارہ ہے۔ تقسیم سے پہلے رائے پور جالندھر میں ۱۹۰۱ء میں قائم ہوا۔ ابو حنیفہؒ دوراں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے نام پر حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے سنگ بنیاد رکھا اور حضرت گنگوہیؒ کی سرپرستی میں کام کرتا رہا۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس کی نشاۃ ثانی ہوئی۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ نے آغاز کیا۔ جبکہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، مورخ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ نے سنگ بنیاد رکھا۔ مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی سرپرستی میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ کی نظامت اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ شیخ الجامعہ، مولانا قاری لطف اللہ شہیدؒ نے مبلغ کی حیثیت سے اس عظیم ادارہ کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۸ء تا ۱۹۸۵ء مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ، ۱۹۸۶ء تا ۱۹۹۳ء حضرت مولانا ولی محمدؒ خلیفہ حضرت رائے پوریؒ ہڑپہ والے، ۱۹۹۳ء تا ۲۰۰۴ء مولانا عبدالرشیدؒ، ۲۰۰۴ء تاہنوز مولانا کلیم اللہ رشیدی مدظلہ کے اہتمام، مولانا قاری سعید ابن شہید کے انتظام میں جامعہ ترقی کے منازل طے کررہا ہے۔ اس دوران مولانا مطیع اللہ رشیدیؒ، مولانا قاری عبدالہادیؒ بھی ناظم رہے۔ ۱۲/ نومبر کو ظہر کی نماز کے بعد طلبا واساتذۂ کرام میں بیان ہوا۔ پندرہ طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کے ارادے کئے۔ چک نمبر ۶/ ۸۸۔ آر میں مولانا قاری عبدالجبار ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کی صدارت اور مولانا محمد عمران اشرفی کی نگرانی میں جلسہ منعقد ہوا۔ مبلغ مولانا محمد سلمان معاویہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات مغرب سے عشاء تک ہوئے۔

الف ثانی پاک ایونیو ساہیوال اسکول:

اسکول ہذا میں ایک ہزار طلبا وطالبات زیر تعلیم ہیں، کئی ایک اساتذۂ کرام اور معلمات کا عملہ خدمت میں مصروف ہے۔ شعبہ حفظ اور ناظرہ کلاسیں بھی کامیابی سے چل رہی ہیں۔ جن کا امتحان وفاق المدارس العربیہ کے تحت ہوتا ہے۔ مولانا قاری عبدالجبار، مولانا سلمان معاویہ کی معیت ورفاقت میں بیان ہوا۔ مدرسہ انوار العلوم عارف روڈ میں صبح دس سے ساڑھے دس تک بیان ہوا۔ دورۂ حدیث شریف میں تین طلبا زیر تعلیم ہیں۔ تینوں نے ارادے کئے، نچلی کلاسوں میں زیر تعلیم طلبا نے بھی ارادے کئے۔

فرما گئے یہ ہادیؐ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

لا نبی بعدی

ختم نبوت کورس

33 واں سالانہ

بمقام

مدرسہ عربیہ ختم نبوت

مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

زیر سرپرستی

پیر طریقت رہبر شریعت حضرۃ مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی حفظہ اللہ

ولی کامل نقشبندی مجددی

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

24 جنوری 2026 تا 15 فروری 2026

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

خواہش مند طلباء اس نمبر پر درخواست وٹس ایپ کریں

+92301-4151159

مرتب شعبہ نشر و اشاعت

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277

مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت